میں میری جان ہے! جب بھی کوئی شخص مدینہ سے بے رغبتی کی بنیاد پر وہاں سے نقل مکانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو اس کی جگہ مدینہ میں آباد کر دے گا۔ خبردار! مدینہ آگ کی بھٹی کی طرح ہے، وہ اپنے اندر سے خبیث لوگوں کو نکال باہر کرے گا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ اپنے اندر سے شریر لوگوں کو نکال نہیں دے گا، جس طرح کہ بھٹی لوہے کا میل کچیل اتار دیتی ہے۔"[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ مدینے سے نکلے تو اپنے آزاد کردہ غلام مزاحم سے کہا: اے مزاحم! کیا ہم ان لوگوں میں تو شامل نہیں ہو گئے، جنھیں مدینہ اپنے اندر سے نکال باہر کرے گا؟

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر وہ شخص جو مدینہ میں سکونت اختیار کرے اور پھر یہاں سے نقل مکانی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دے یا مدینہ سے کہیں دوسرے شہر میں چلا جائے تو وہ شریر اور خبیث لوگوں میں سے ہے۔ ہرگز اس کا یہ مفہوم نہیں! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض بہترین شخصیات نے جہاد اور دعوت کے مقاصد کے پیش نظر مدینہ کو چھوڑا، بہت سے دوسرے شہروں میں رہائش اختیار کی اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي»

---

[1] صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1381.

”لوگ مدینہ کو اس حال میں چھوڑ دیں گے جبکہ اس کے حالات بہت عمدہ ہوں گے، اس میں صرف پرندے اور درندے ہی رہ جائیں گے۔“ [1]

مطلب یہ ہے کہ لوگ ایسے حالات میں بھی مدینہ کی رہائش چھوڑ دیں گے جبکہ وہاں معاشی حالات بہت بہتر ہوں گے، وہاں پھل کثرت سے ہوں گے، معیشت بہت عمدہ ہوگی مگر کچھ ایسے فتنے اور سختیاں لوگوں کو گھیر لیں گی جن کے باعث وہ مدینہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ باشندگانِ مدینہ آہستہ آہستہ وہاں سے دوسرے شہروں میں منتقل ہوتے چلے جائیں گے، حتی کہ وہاں کوئی شخص باقی نہیں رہے گا۔ بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ گھر، سڑکیں اور مساجد انسانوں سے خالی ہو جائیں گی، پرندے اور درندے مساجد میں آزادانہ گھومیں گے، وہ وہاں بول وبراز کریں گے اور کوئی انھیں روکنے والا نہ ہوگا، اس لیے کہ شہر انسانوں سے خالی ہو چکا ہوگا۔

[1] صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث: 1874، و صحيح مسلم، الحج، حديث: 1389.

113۔ پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو مضبوط اور ٹھوس شکل میں پیدا فرمایا ہے۔ یہ زمین کے لیے میخوں کا کام دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کے نزدیک پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ پہاڑوں کا یہ زوال یا تو حقیقی طور پر ہوگا، یعنی وہ زمین میں دھنسنے لگیں گے یا بجلیوں اور طوفانوں کی کثرت کے باعث اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ یا ان کا زوال لوگوں کے تعمیری اور توسیعی منصوبوں کے باعث ہوگا، جیسا کہ آج دنیا کے بہت سے ممالک میں ہو رہا ہے کہ بڑی بڑی عمارات کی تعمیر کے لیے پہاڑوں کو کاٹا اور کھودا جا رہا ہے۔ پہاڑوں کے زوال کی تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہاڑوں کے پتھر کثرت سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں

اور چٹانیں اپنی جگہ چھوڑ کر زمین بوس ہو جائیں، جیسا کہ مختلف علاقوں میں متعدد بار وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَزُولَ الْجِبَالُ عَنْ أَمَاكِنِهَا وَ تَرَوْنَ الْأُمُورَ الْعِظَامَ الَّتِي لَمْ تَكُونُوا تَرَوْنَهَا»

''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں اور تم ایسے عظیم حوادث وواقعات کا مشاہدہ نہ کرلو جو تم نے اس سے پہلے نہ دیکھے ہوں۔'' [1]

[1] المعجم الكبير للطبراني: 207/7، و سلسلة الأحاديث الصحيحة: 166/7، حديث: 3061.

عرب قبائل کی موجودہ تقسیم
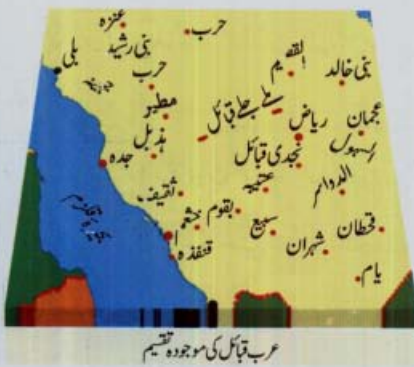
114۔

ایک قحطانی کا ظہور، لوگ جس کی اطاعت کریں گے

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آخری زمانے میں بنو قحطان میں سے ایک شخص خروج کرے گا (قحطان ایک مشہور عربی قبیلہ ہے۔) اس کی قیادت و سیادت پر تمام لوگ متفق ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہو گا جب زمانہ تبدیل ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قبیلہ قحطان سے ایک شخص ظاہر نہ ہو جائے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔“ [1]

[1] صحيح البخاري، المناقب، حديث: 3517، وصحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2910.

لوگوں کو لاٹھی سے ہانکنے کا یہ معنی نہیں کہ وہ ان پر ڈنڈے برسائے گا بلکہ یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اس کے اشارے پر چلیں گے اور صراط مستقیم پر رہیں گے۔ اس خبر میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اس حکمران کی لوگوں پر مکمل گرفت ہوگی اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی طبیعت میں کسی حد تک خشکی اور سختی بھی ہوگی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نیک اور صالح ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''اور قحطان سے ایک آدمی ہوگا جو صالح اور نیک ہوگا۔'' [1]

اس شخص کا قحطان سے ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ شخص آزاد ہوگا۔ یہ اس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا ہے جس کے ظہور کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کا نام جہجاہ ہوگا اور یہ آزاد کردہ غلاموں میں سے ہوگا۔

[1] كتاب الفتن لنعيم بن حماد المروزي: 1/115، و فتح الباري شرح صحيح البخاري: 6/654.

115۔ جہجاہ نامی ایک شخص کا ظاہر ہونا

آخری زمانے میں کچھ ایسے اشخاص ظاہر ہوں گے جن کا لوگوں میں بہت اثر ورسوخ اور چرچا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے بعض کے نام اور بعض کے اوصاف بھی بتلائے ہیں۔ آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ ایسے افراد میں سے ایک کا نام جہجاہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ، يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ»

''دن رات کا سلسلہ موقوف نہ ہوگا جب تک ایک آزاد کردہ غلام کے ہاتھ میں اقتدار نہ آجائے جس کا نام جہجاہ ہوگا۔'' [1]

اور ایک نسخے میں اس کا نام ''جہجل'' بھی مذکور ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ''جہجاہ'' کے معنی اصل میں ''صَیَّاح'' یعنی زور سے پکارنے والے کے ہیں۔

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث:2911.

116-117-118-119

درندے، جمادات، کوڑے اور جوتے کے تسمے کا گفتگو کرنا، آدمی کی ران کا اسے گھر والوں کی خبریں بتانا

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ جنگلی درندے اور وحشی جانور انسانوں سے گفتگو کریں گے۔ کوڑے کی ایک جانب کلام کرے گی۔ جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور آدمی کی ران بولے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَ حَتّٰى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ، وَ شِرَاكُ نَعْلِهِ، وَ تُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ جنگلی درندے انسانوں سے باتیں نہ کرلیں، آدمی سے اس کے کوڑے کا ایک سرا کلام نہ کرلے، اس کے جوتے کا تسمہ
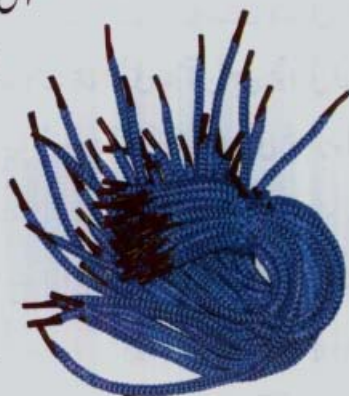
بات نہ کر لے اور اس کی ران اسے بتا نہ دے کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں نے کیا کچھ کیا ہے۔“ [1]

«حتی تکلم السباع» یعنی وحشی جانور جیسا کہ شیر، بھیڑیا اور ہر چیر پھاڑ کرنے والا جانور۔ «الإنس» سے عام انسان مراد ہے خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر۔ «عذبة سوطه» یعنی کوڑے کا ایک کنارہ اور «السوط» اس کوڑے کو کہتے ہیں جس سے مجرموں کو سزا دی جاتی ہے۔ «شراك نعله» یعنی جوتے کے تسموں میں سے ایک تسمہ جس سے جوتا باندھا جاتا ہے۔

ان میں سے دو علامتیں یعنی آدمی سے اس کے کوڑے کے پھندنے کا باتیں کرنا اور اس کی ران کا اس کے گھر والوں کے حالات بتلانا ایسی علامتیں ہیں جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔ واللہ أعلم. لیکن ایسا ضرور ہو گا کیونکہ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے دی ہے۔

بعض محققین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کوڑے کے سرے، جوتے کے تسمے

[1] جامع الترمذي، الفتن، حديث: 2181، وقال: حسن غريب، وصححه ابن حبان: 4/467.

اور انسانی ران کے کلام کرنے سے مراد در اصل ہمارے دور کے جدید ذرائع مواصلات، مثلاً: موبائل فون اور ایس ایم ایس کے ذریعے پیغامات ہیں جو خفیہ آوازوں کو بھی پہنچا دیتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علامات اپنے ظاہری معنی کے مطابق واقع ہوں گی اور وہ اس طرح کہ کوڑا، تسمہ اور ران حقیقی طور پر کلام کریں گے۔ واللہ اعلم

درندوں کا کلام کرنا عہد نبوی میں واقع ہو چکا ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک بار مدینہ کے نواحی علاقے میں ایک بدو اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا اس کے ریوڑ پر حملہ آور ہوا اور اس نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ اعرابی نے بھیڑیے کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑا لی اور اسے ڈانٹا، بھیڑیے نے اس پر مزاحمت کی اور اپنی دم کھڑی کر کے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اعرابی کو مخاطب کرتے ہوئے بھیڑیا یوں گویا ہوا: تم نے اللہ کا عطا کردہ رزق مجھ سے چھین لیا؟ اعرابی نے کہا: کتنی عجیب بات ہے! بھیڑیا دم کھڑی کر کے مجھ سے مخاطب ہو رہا ہے۔ یہ سن کر بھیڑیے نے کہا: اللہ کی قسم! تم اس

سے زیادہ عجیب بات کا مشاہدہ کروگے۔ اعرابی نے پوچھا: اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہے؟

بھیڑیا کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ کھجور کے دو باغوں میں دو پتھریلی زمینوں کے درمیان لوگوں کو گزرے ہوئے زمانے کی باتیں بتا رہے ہیں اور آنے والے حالات کے بارے میں بھی مطلع فرما رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی اعرابی نے اپنی بکریوں کو آواز دی اور انھیں مدینہ کے پاس لے آیا۔ پھر انھیں چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی جانب چل دیا اور اس نے آپ کے دروازے پر دستک دی۔ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بکریوں والا اعرابی کہاں ہے؟ اعرابی اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَدِّثِ النَّاسَ بِمَا سَمِعْتَ وَ بِمَا رَأَیْتَ»

''جو کچھ تم نے سنا اور دیکھا وہ لوگوں کو بتلاؤ۔''

اعرابی نے بھیڑیے والا پورا واقعہ اور اس کی گفتگو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ

کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس وقت فرمایا:

«صَدَقَ، آيَاتٌ تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ أَحَدُكُمْ مِنْ أَهْلِهِ، فَيُخْبِرُهُ نَعْلُهُ أَوْ سَوْطُهُ أَوْ عَصَاهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ»

''اعرابی نے سچ کہا، کچھ علامات ایسی ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک حالت یہ نہ ہو جائے کہ تمھارا ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا تو اس کا جوتا، کوڑا یا لاٹھی اسے بتلائے گی کہ تمھارے جانے کے بعد تمھارے گھر والے کیا کچھ کرتے رہے تھے۔''[1]

اسی طرح گائے کا کلام کرنا بھی واقع ہو چکا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک شخص گائے کو ہانک کر لے جا رہا تھا اور اس نے اس پر بوجھ لاد رکھا تھا کہ اچانک گائے اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی کہ میں اس کام کے لیے تو پیدا نہیں کی گئی، میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ! گائے (انسانوں کی طرح) باتیں کرتی ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر میں، ابو بکر اور

[1] مسند أحمد: 88/3، والبداية والنهاية: 150/6.

عمر بھی ایمان رکھتے ہیں۔“ [1]

حدیث میں درندوں اور وحشی جانوروں کے کلام کرنے کا جو ذکر آیا ہے تو اس سے مراد اصلی اور حقیقی معنوں میں کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾

”وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے، بڑھاتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“ [2]

[1] صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبيﷺ، حديث: 3663، و صحيح مسلم، فضائل الصحابة، حديث: 2388. [2] فاطر 1:35.

121 - 120

قیامت سے پہلے اسلام کا دنیا سے معدوم ہو جانا۔ قرآنِ مجید کا مصاحف اور سینوں سے اٹھا لیا جانا

قرب قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اسلام معدوم ہو جائے گا اور اس کی تعلیمات اور شعائر فتنوں، گناہوں اور جہالت کے باعث مٹ جائیں گی۔ لوگوں میں نماز اور روزہ باقی نہ رہے گا۔ لوگوں کے سینوں سے قرآنِ مجید اٹھا لیا جائے گا حتیٰ کہ روئے زمین پر قرآنِ کریم کی ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی۔ لوگوں میں جہالت اس قدر زیادہ ہو جائے گی کہ بوڑھے مرد اور عورتیں کہیں

گے کہ ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو کلمہ لا إله إلا الله کہتے ہوئے سنا تھا، اسی لیے ہم بھی یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُدْرَسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يُدْرَسُ وَشْيُ الثَّوْبِ حَتّٰى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَ لَا صَلَاةٌ وَ لَا نُسُكٌ وَ لَا صَدَقَةٌ۔ وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فِي لَيْلَةٍ، فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ وَ تَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ، اَلشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ يَقُولُونَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَنَحْنُ نَقُولُهَا»

''اسلام کو اس طرح مٹا دیا جائے گا جس طرح کثرتِ استعمال سے کپڑے کے نقش ونگار مٹ جاتے ہیں، حتی کہ نوبت یہ ہو جائے گی کہ کسی کو کچھ پتہ نہ ہوگا کہ روزہ، نماز اور قربانی کسے کہتے ہیں اور صدقہ کس چیز کا نام ہے۔ قرآنِ مجید کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا حتی کہ روئے زمین پر اس میں سے ایک آیت بھی نہ بچے گی۔ لوگوں میں سے بوڑھے مرد اور عورتیں رہ جائیں جو کہیں گی: ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو یہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے سنا تھا، اس لیے ہم بھی یہ پڑھ لیتے ہیں۔'' [1]

[1] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4049، وقال البوصيري في مصباح الزجاجة: هذا إسناد صحيح و رجاله ثقات۔ وصححه الحاكم على شرط مسلم.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ حضرت حذیفہ سے حدیث بیان کرنے والے حضرت صلہ بن زفر نے ان سے کہا: اے حذیفہ! انھیں کلمہ لا إلہ إلا اللّٰہ کیا فائدہ دے گا، جبکہ انھیں یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ روزہ، صدقہ اور قربانی کیا ہوتی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ پھیر لیا۔ صلہ بن زفر نے تین بار یہی بات دہرائی۔ ہر بار حذیفہ رضی اللہ عنہ جواب دینے سے گریز کرتے، پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے صلہ! یہی کلمہ انھیں نارِ جہنم سے بچالے گا۔

«یُدرس» کے معنی ہیں کہ معدوم کر دیا جائے گا اور مٹا دیا جائے گا، حتی کہ اسلام کی کوئی چیز باقی نہ بچے گی۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اسلام کے تمام ظاہری شعار اور نشانات ختم ہو جائیں گے۔

«وشي الثوب» کپڑے کے نقش ونگار جو مختلف رنگوں سے کپڑے پر بنائے جاتے ہیں مگر کثرتِ استعمال اور بار بار

قدیم کپڑے کا ایک نمونہ جس کا رنگ اور لائنیں بار بار دھونے سے اڑ جاتے تھے۔

دھونے سے وہ آہستہ آہستہ مٹ جاتے ہیں۔

«یسری علی القرآن» یعنی قرآن مجید کو سینوں سے اور مصاحف سے اٹھا لیا جائے گا اور یہ ایسے وقت میں ہوگا جب لوگ قرآن سے غفلت کریں گے، اس کی تلاوت اور اس کے ذریعے عبادت کرنا چھوڑ دیں گے۔

یہ علامت تا حال ظاہر نہیں ہوئی اور دین اسلام الحمد للہ مسلسل پھیل اور بڑھ رہا ہے۔

122۔

بیت اللہ پر حملہ آور لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ایک لشکر بیت اللہ شریف پر حملہ کرے گا، وہ قریش کے ایک شخص یعنی امام مہدی کو گرفتار کرنا چاہتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اول سے آخر تک اس سارے لشکر کو زمین میں دھنسا دے گا۔ اس لشکر میں مختلف قسم کے لوگ ہوں گے اور پھر ان لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق (روزِ قیامت) اٹھایا جائے گا۔

عبید اللہ بن قبطیہ کہتے ہیں کہ حارث بن ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان ام المؤمنین امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوئے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ تھا۔ انھوں نے اس

لشکر کے بارے میں سوال کیا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا؟ یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ میں حجاج کے خلاف لڑائی میں مشغول تھے اور وہ بیت اللہ شریف میں محصور تھے۔ ہمارے سوال کے جواب میں ام المؤمنین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ، فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟ قَالَ: يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ، وَلٰكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نِيَّتِهِ»

''ایک پناہ لینے والا بیت اللہ شریف میں پناہ لے گا۔ اس کی طرف ایک لشکر ارسال کیا جائے گا۔ وہ لشکر جب ایک کھلے میدان میں ہوگا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے سوال کیا: اللہ کے رسول! ان کا کیا ہوگا جو مجبوراً اس لشکر میں شامل کیے گئے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں بھی لشکر کے ساتھ ہی دھنسا دیا جائے گا مگر روزِ قیامت ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''[1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس لشکر کا ذکر فرمایا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجبور کیا گیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب لوگ اپنی اپنی نیت کے مطابق قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔''

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2882.

لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق اٹھانے کا سبب یہ ہے کہ ان میں کوئی مجبوراً آیا ہوگا، کوئی نوکروں چاکروں میں سے ہوگا، کوئی گاڑی بان ہوگا اور کوئی منڈی لگانے اور سودا بیچنے والا ہوگا، اس لیے ہر ایک سے اس کی نیت کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا۔ ان تمام لوگوں کو شریروں کی صحبت کی نحوست کی وجہ سے ہلاک کیا جائے گا۔ یعنی دنیا میں یہ ہلاکت و بربادی ساتھ ہونے کی وجہ سے ہوگی، جبکہ روز قیامت اپنے اپنے قصد و ارادہ اور نیت کے مطابق ان سے حساب لیا جائے گا۔ یہ حدیث پاک اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ برے لوگوں کی صحبت اور رفاقت سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ جو شخص اپنی مرضی سے معصیت و نافرمانی میں کسی قوم کا ساتھ دے اور ان کی تعداد بڑھانے کا سبب بنے تو وہ بھی ان کے ساتھ عذاب کی لپیٹ میں آجائے گا۔

نیز اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو کعبہ تک پہنچنے سے قبل ہی زمین میں دھنسا دے گا۔

اس سلسلے میں وارد تمام روایات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیت اللہ شریف میں پناہ لینے والے امام مہدی محمد بن عبد اللہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور حملہ آور لشکر کو زمین میں دھنسا دے گا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نیند سے گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ آج نیند سے خلاف معمول اٹھ بیٹھے ہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ میری

امت کے کچھ لوگ بیت اللہ میں پناہ لینے والے ایک قریشی شخص پر حملہ آور ہونے کے لیے آئے مگر جب وہ ایک کھلے میدان میں پہنچے تو سب زمین میں دھنسا دیے گئے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس لشکر میں تو ہر طرح کے لوگ ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ان میں دانستہ شمولیت کرنے والے، زبردستی لائے گئے اور مسافر لوگ بھی ہوں گے؟ مگر سب ایک ساتھ ہلاک کر دیے جائیں گے، مگر روزِ قیامت وہ مختلف حالات میں اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا۔ [1]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2884.

”ایک لشکر کعبہ پر حملہ آور ہوگا۔ (دوران سفر) جب وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے تو اول سے آخر تک ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انھوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! ان تمام کو کیسے دھنسا دیا جائے گا جبکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو حملہ آوروں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سارے کے سارے زمین میں دھنسا دیے جائیں گے، پھر انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔[1]

امام مہدی اور ان کے واقعات کا ذکر آگے آئے گا۔[2]

---

1 صحيح البخاري، البيوع، حديث: 2118.

2 دیکھیے علامات صغریٰ میں علامت نمبر: 131۔

123- بیت اللہ کے حج کا متروک ہو جانا

آخری زمانے میں جہاں بہت سے فتنے رونما ہوں گے اور دین کا راستہ روکنے کی کوششیں کی جائیں گی، وہاں کعبہ پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ حج اور عمرہ معطل ہو جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ»

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے۔'' [1]

---

[1] صحیح البخاري، الحج، حدیث: 1593.

یہ علامت بہت تاخیر سے واقع ہوگی، اس لیے کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ خروجِ یاجوج وماجوج کے بعد بھی حج جاری رہے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ، وَ لَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَ مَأْجُوجَ»

''اس گھر کا حج وعمرہ خروجِ یاجوج وماجوج کے بعد بھی کیا جائے گا۔'' [1]

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے'' کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مدت تک جنگوں اور فسادات کی وجہ سے بیت اللہ کا حج موقوف رہے گا اور پھر دوبارہ جاری ہو جائے گا۔ یا اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ کچھ قومیں لوگوں کو بیت اللہ کا حج کرنے سے زبردستی روک دیں گی۔ واللہ اعلم

[1] صحيح البخاري، الحج، حديث: 1593.

124-

بعض قبائلِ عرب کا دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کرنا

جزیرۃ العرب میں شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو توفیق دی اور اپنے لشکروں سے ان کی مدد کی حتی کہ انھوں نے تمام بتوں کا خاتمہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا علم بلند کر دیا۔ لیکن قیامت کے قریب لوگوں کے دین سے دور اور علم سے بے نیاز ہونے کے باعث ایک گروہ دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کر دے گا اور یہ علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلۂ دوس کی خواتین کی سرینیں ”ذوالخلصہ“ کے ارد گرد حرکت نہ کرنے لگیں۔“ [1]

[1] صحیح البخاري، الفتن، حدیث: 7116، و صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2906.

«ذو الخلصة» ایک بت کا نام ہے، جس کی پوجا قبیلۂ دوس کے لوگ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔«أليات» ألية کی جمع ہے اور اس کے معنی انسان کی سرین یا دبر کے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان خواتین کی سرینیں ''ذو الخلصہ'' کے گرد طواف کرنے کے باعث متحرک نظر آئیں گی، یعنی اس قبیلے کے لوگ اسلام سے مرتد ہو کر بتوں کی پوجا اور ان کی تعظیم کی طرف لوٹ جائیں گے۔

قبیلۂ دوس کے مقامات جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں واقع ہیں۔

125۔ قبیلۂ قریش کا مکمل طور پر ختم ہو جانا

قبل از اسلام عرب قبائل کی تقسیم

عرب قبائل کی موجودہ تقسیم

قبیلۂ قریش عرب قبائل میں سے معروف ترین قبیلہ ہے۔ اس قبیلے کے لوگ فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ قریش ایک لقب ہے جس سے ان کی اولاد مشہور ہوئی۔ لفظِ ''قریش'' ''تقارش'' سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی تجارت کے ہیں۔ یہ لوگ تجارت پیشہ تھے، اس لیے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے۔

قریش کی بہت سی شاخیں ہیں:

ان میں بنو حارث بن فہر، بنو جذیمہ، بنو عائذہ، بنو لؤی بن غالب، بنو عامر بن لؤی، بنو عدی بن کعب بن لؤی، بنو مخزوم، بنو تیم بن مرہ، بنو زہرہ بن کلاب، بنو اسد بن عبد العزی، بنو عبد الدار، بنو نوفل، بنو عبد المطلب، بنو امیہ اور بنو ہاشم وغیرہ شامل ہیں۔

اسلام کی آمد کے بعد قبیلۂ قریش کے لوگ بہت سی شاخوں میں بٹ گئے، جیسے: بکری، عمری، عثمانی اور علوی وغیرہ۔

ان کا اصل مسکن جزیرہ نمائے عرب ہے لیکن بعد میں یہ لوگ بہت پھیل گئے اور زمین کے مختلف حصوں میں کئی ممالک کو انھوں نے آباد کیا۔

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قریش بتدریج کم ہوتے چلے جائیں گے حتی کہ ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی یا بالکل ہی ختم ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَسْرَعُ قَبَائِلِ الْعَرَبِ فِنَاءً قُرَيْشٌ، يُوشِكُ أَنْ تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالنَّعْلِ، فَتَقُولُ: إِنَّ هٰذَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ»

''عرب کے قبائل میں سب سے جلد ختم ہو جانے والا قبیلہ قریش ہے۔ قریب ہے کہ کوئی عورت ایک جوتے کے پاس سے گزرے اور کہے کہ یہ ایک قریشی کا جوتا ہے۔'' [1]

اس امر کی تائید نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: «يَا عَائِشَةُ! قَوْمُكِ أَسْرَعُ أُمَّتِي بِي لِحَاقًا» ''اے عائشہ! تمھاری قوم (قریش) مجھ سے سب سے پہلے ملنے والی ہوگی۔'' یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ [2]

---

[1] مسند أحمد: 336/2، و مسند أبي يعلى: 68/11، ومجمع الزوائد: 640/7 ورجال أحمد وأبي يعلى رجال الصحيح، وصححه أحمد شاكر والألباني. [2] دیکھیے علامات صغریٰ میں علامت نمبر: 82۔

126- حبشہ کے ایک شخص کے ہاتھوں کعبہ کی بربادی

علاماتِ قیامت میں سے مسلمانوں کے قبلہ کعبہ مشرَّفہ کا انہدام بھی ہے۔ اسے آخری زمانے میں ایک کالا حبشی شخص منہدم کرے گا جس کا نام ذوالسویقتین (دو چھوٹی پنڈلیوں والا) ہوگا۔ اس کا یہ نام اس کی پنڈلیوں کے چھوٹے اور باریک ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ وہ کعبہ کے ایک ایک پتھر کو گرا دے گا، اس کے غلاف کو اتار دے گا اور اس کے زیورات کو لوٹ لے گا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ»

''حبشی جب تک تمھارے ساتھ لڑائی نہ چھیڑیں تم بھی انھیں کچھ نہ کہو، اس لیے کہ کعبہ کا خزانہ سوائے حبشی ذوالسویقتین کے اور کوئی نہیں نکالے گا۔'' [1]

[1] سنن أبي داود، الملاحم، حديث: 4309، و سلسلة الأحاديث الصحيحة: 415/2، حديث: 772.

ایک دوسری روایت میں ہے: ''کعبہ کو ایک حبشی ذو السویقتین برباد کردے گا۔'' [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ، يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا»

''گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ ایک کالا، پھیلی ہوئی ٹانگوں والا شخص کعبے کا ایک ایک پتھر اکھاڑ رہا ہے۔'' [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ، وَ يَسْلُبُهَا حُلِيَّهَا وَ يُجَرِّدُهَا مِنْ كِسْوَتِهَا، وَ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أُصَيْلِعَ، أُفَيْدِعَ، يَضْرِبُ عَلَيْهَا بِمِسْحَاتِهِ وَ مِعْوَلِهِ»

بیلچہ، کدال

''کعبے کو چھوٹی اور پتلی پنڈلیوں والا ایک حبشی برباد کر دے گا، وہ اس کے زیورات کو لوٹ لے گا

[1] صحيح البخاري، الحج، حديث: 1591.

[2] صحيح البخاري، الحج، حديث: 1595.

اور اسے غلاف سے محروم کردے گا۔ میں گویا اس کو دیکھ رہا ہوں: گنجا، ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا، کعبہ کو اپنے بیلچے اور کدال کے ذریعے سے ڈھا رہا ہے۔'' [1]

«أُصيلع» یہ أصلع کی تصغیر ہے، یعنی اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے۔ «أُفيدع» جوڑوں میں ٹیڑھا پن۔ گویا وہ اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے ہوں۔ «بِمِسحاته» یعنی اپنے پھاوڑے سے گرائے گا۔ پھاوڑا لوہے کا ایک آلہ ہے جو زراعت میں استعمال ہوتا ہے۔ «المِعول» کدال، لوہے کا ایک آلہ جس سے پتھروں میں کھدائی کی جاتی ہے۔

ایک اشکال

یہاں لوگوں کے ذہنوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ حبشی کعبہ کو کیسے گرائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو امن والا حرم بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا ﴾

''کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔'' [2]

اور ارشاد فرمایا:

﴿ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا ﴾

''کیا ہم نے انھیں امن وامان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی۔'' [3]

[1] مسند أحمد: 220/2، وقال ابن كثير: وهذا إسناد جيد قوي. [2] العنكبوت 67:29.

[3] القصص 57:28.

نیز ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾

''اور جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔'' [1]

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی ہاتھی والوں سے اس وقت حفاظت فرمائی، جب مکہ والے کافر اور مشرک تھے تو اب اس شخص کو کعبہ پر کس طرح مسلط کیا جائے گا، جبکہ وہ مسلمانوں کا قبلہ ہے؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ بیت اللہ شریف قرب قیامت تک امن والے حرم کی حیثیت سے محفوظ رہے گا، قیامت قائم ہونے اور دنیا کے تباہ ہونے تک نہیں، آیات میں قیامت کے برپا ہونے تک امن کے باقی رہنے کا ذکر نہیں ہے۔ آیاتِ کریمہ صرف یہ بتلا رہی ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں اس زمانے میں حرم بہت امن وحفاظت والی جگہ تھی۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ یہ امن وامان قیامت تک باقی رہے گا۔

دوسری بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ خود نبیِ کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں اشارہ فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب اس گھر کی حرمت کو اس کے رہنے والے ہی پامال کر دیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] الحج 25:22.

«يُبَايَعُ لِرَجُلٍ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَ لَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ، فَإِذَا اسْتَحَلُّوهُ، فَلَا يُسْأَلُ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُونَهُ خَرَابًا لَا يُعْمَرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَ هُمُ الَّذِينَ يَسْتَخْرِجُونَ كَنْزَهُ»

"ایک شخص [1] کی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی۔ اس گھر کی حرمت کو اس کے رہنے والے ہی پامال کریں گے۔ اور جب ایسا ہوگا تو پھر عربوں کی ہلاکت اور بربادی کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ پھر حبشہ سے ایک لشکر آئے گا جو کعبہ کو تباہ و برباد کردے گا۔ اس تباہی کے بعد پھر اللہ کا یہ گھر کبھی آباد نہ ہو سکے گا۔ یہی لوگ اس کا خزانہ بھی نکال کر لے جائیں گے۔" [2]

واقعۂ اصحابِ فیل کے زمانے میں مکہ والے کافر تو تھے مگر بیت اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔ اور اس کی حرمت کو پامال نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو ابرہہ اور اس کے لشکر سے بچا لیا۔

جہاں تک حبشی ذو السویقتین کا معاملہ ہے تو وہ کعبہ کو گرانے میں اس وقت کامیاب ہو سکے گا جب مقامی لوگ بھی کعبہ کی حرمت کو پامال کرنا شروع کردیں گے اور اس کی حرمت کا پاس نہیں کریں گے، جب وہ بیت اللہ کی خدمت اور اہتمام سے پہلو تہی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لے گا۔

---

[1] اس شخص سے مراد امام مہدی ہے، ان کے بارے میں تفصیل آگے چل کر علامات صغریٰ میں علامت نمبر: 131 پر آئے گی۔ [2] مسند أحمد: 291/2 بسند صحيح.

127۔ مومنوں کی روحوں کو قبض کرنے کے لیے ایک پاکیزہ ہوا کا چلنا

جب یکے بعد دیگرے علاماتِ قیامت ظاہر ہو جائیں گی اور علامات کبری بھی ظاہر ہو جائیں گی، جیسے خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تو قیامت بہت قریب آجائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو مومنوں کی روحیں قبض کرلے گی تاکہ وہ قیامت کے وقت پیدا ہونے والے خوف اور گھبراہٹ سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ قیامت صرف بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور ایک لمبی حدیث بیان فرمائی حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے:

«فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ كُلِّ مُسْلِمٍ وَ يَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ»

''وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو انھیں بغلوں کے نیچے محسوس ہوگی، وہ ہر مؤمن کی روح قبض کر لے گی۔ روئے زمین پر صرف برے اور شریر لوگ ہی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح سرِ عام جفتی کریں گے۔ [1] ایسے ہی لوگوں پر قیامت

[1] یعنی مرد عورتوں کے ساتھ سرعام اس طرح بدکاری کریں گے جس طرح گدھے کرتے ہیں۔

قائم ہوگی۔'' [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دجال نکلے گا......، پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا۔ اس کے اثر سے نیک لوگ فوت ہو جائیں گے حتی کہ روئے زمین پر کوئی ایک بھی ایسا شخص نہ بچے گا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہو۔ صورت حال یہ ہوگی کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کی غار میں بھی داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح کو قبض کر لے گی۔'' [2]

یہ ہوا دجال کے قتل اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی موت کے بعد چلے گی۔

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2937. [2] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2940.

128۔ مکہ میں بلند وبالا عمارات

عہد نبوی میں مکہ کی آبادی بہت کم اور مکانات قلیل تعداد میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مکہ کی عمارات اس کے پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند ہو جائیں گی۔ یعلیٰ بن عطاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ

''میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھا کہ انھوں نے کہا: اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم بیت اللہ کو گرا دو گے اور اس کا ایک پتھر بھی دوسرے کے اوپر نہیں رہنے دو گے۔ لوگوں نے سوال کیا: کیا ہم اس وقت اسلام پر قائم ہوں گے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! آپ لوگ اس وقت اسلام پر ہی ہوں گے۔ سوال کرنے والے نے پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ حضرت عبد اللہ

کہنے لگے: پھر بیت اللہ کی تعمیر پہلے سے زیادہ احسن انداز میں کی جائے گی۔ جب آپ مکہ کو دیکھیں کہ اس کے پہاڑوں اور زمین کے نیچے سرنگیں کھود دی جائیں اور زیر زمین پانی کے پائپ بچھا دیے جائیں اور مکہ کی عمارتیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اوپر نکل جائیں۔اس وقت سمجھ لینا کہ معاملہ قریب آپہنچا ہے۔''[1]

حدیث میں مذکور الفاظ بعجت كظائم سے مراد وہ سرنگیں ہیں جو پہاڑوں کوکھود کر مکہ شہر میں کثیر تعداد میں بنائی گئی ہیں اور زمین کے نیچے بڑے بڑے پائپ آبِ زم زم کے لیے بچھائے گئے ہیں۔

[1] المصنف لابن أبي شيبة: 48/15، وأخبار مكة لأزرقي، وله عدة طرق، وهو خبر جيد.

129- امت کے آخری لوگوں کا پہلوں پر لعنت کرنا

آخری زمانے میں بدعات بہت ہو جائیں گی اور بعد میں آنے والے پہلے لوگوں سے نفرت کریں گے۔ بعض لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور بلند مقام کو بھول جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو مدح وثنا بیان فرمائی ہے، اس سے غافل ہو جائیں گے یا تغافل سے کام لیں گے۔ یہی نہیں بلکہ بعد میں آنے والے بعض لوگ امت کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَلْعَنَ آخِرُ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا»

”قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک امت کے آخری لوگ پہلوں پر لعنت نہ کریں۔“ [1]

”امت“ سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔

[1] المعجم الأوسط للطبراني: 69/4، حديث: 5241.

130۔ نئی سواریاں ...... گاڑیاں

آخری زمانے کی تفصیلات اور اس کی بہت سی ایجادات کا ذکر مختلف احادیث میں موجود ہے یا ان سے ان کے بارے میں اشارہ ضرور سمجھا جاسکتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ قربِ قیامت میں مارکیٹیں بہت ہو جائیں گی اور زمانہ قریب آجائے گا۔اس ارشادِ نبوی سے بعض علماء نے یہ اخذ کیا ہے کہ اس میں ان جدید ترین اور مختلف قسم کی گاڑیوں کی طرف اشارہ ہے، جو ہمارے دور میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ امام البانی رحمہ اللہ نے السلسلة الصحيحة میں اور کئی دیگر علماء نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ذکر

کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُونَ عَلٰى سُرُوجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ يَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ»

"میری امت کے آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایسے زینوں پر بیٹھیں گے جو سواریوں کی مانند ہوں گے، وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔" [1]

«كأشباه الرحال» رحال رحل کی جمع ہے اور اس کے معنی کجاوے کے ہیں۔ اس میں جدید سواریوں کی طرف اشارہ ہے۔ جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں دیکھا تھا۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آج کل کی گاڑیاں ہیں۔ واللہ اعلم

[1] مسند أحمد: 223/2، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 411/6، حديث: 2683.

131۔ امام مہدی کا ظہور

اگرچہ آخری زمانے میں شر وفساد کی کثرت ہوگی۔ ظلم بہت پھیل جائے گا۔ طاقتور کمزور کا حق کھا جائے گا۔ برے لوگوں کا معاشرے میں غلبہ اور کنٹرول ہوگا۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود مسلمان ایک ایسی صبح جدید کے طلوع کے منتظر رہیں گے جو زمین پر پھیلے ہوئے ظلم وستم کا خاتمہ کر دے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ امام محمد بن عبد اللہ حسنی، علوی، مہدی کے ظہور کا فیصلہ فرمائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ

- مہدی کون ہوگا؟
- اس کے ظہور کا سبب کیا ہوگا؟
- وہ کہاں سے ظاہر ہوگا؟
- کیا وہ اس وقت دنیا میں موجود ہے؟
- اس کا کام کیا ہوگا؟

✿ اس کے پیروکار کون ہوں گے؟

اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے سوالات ہیں جو لفظ ''مہدی'' کے سنتے ہی ذہنِ انسانی میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ان سوالات کے جوابات ہم آئندہ صفحات میں قدرے وضاحت اور اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔

نام ونسب

مہدی کا نام محمد بن عبد اللہ حسنی علوی ہوگا جو نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي»

''اگر دنیا کا ایک روز بھی باقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر دے گا حتی کہ اس میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو مجھ سے ہو گا یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام

میرے نام اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا۔" [1]

مہدی کے ظہور کا سبب

آخری زمانے میں جب فساد بہت بڑھ جائے گا، برائیوں کی کثرت ہو جائے گی، ظلم پھیل جائے گا اور عدل مفقود ہو جائے گا تو ان حالات میں ایک نیک شخص ظاہر ہوگا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اس امت کے حالات کی اصلاح فرما دے گا۔ اس شخص کو اہل سنت مہدی کے نام سے پہچانتے ہیں۔ اس کے پیروکار جمع ہو جائیں گے اور وہ بہت سے معرکوں میں مومنین کی قیادت کرے گا۔ وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں قائد اور حاکم بھی ہوگا۔

مہدی کی صفات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مہدی مجھ سے ہوگا۔" یعنی میری نسل سے ہوگا۔ یہ تو اس کا نسب ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جسمانی صفات بیان کیں اور فرمایا:

«أَجْلَى الْجَبْهَةِ، أَقْنَى الْأَنْفِ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جَوْرًا، وَ يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ»

"وہ چوڑی پیشانی اور لمبی ناک والا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی

[1] جامع الترمذي، الفتن، حديث: 2230، و سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4282، وصححه شيخ الإسلام ابن تيمية في منهاج السنة: 211/4.

طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی حکومت سات برس تک رہے گی۔“ [1]

«أجلی الجبهة» یعنی اس کے سر کے اگلے حصے کے بال کم ہوں گے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی پیشانی کشادہ ہوگی۔ «أقنی الأنف» یعنی اس کی ناک لمبی اور پتلی ہوگی۔ اس کی ناک درمیان سے اونچی ہوگی، یعنی چپٹی ناک والا نہ ہوگا۔

اس کے عرصۂ حکومت کے بارے میں تفصیل آگے آئے گی۔

اس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کی طرح ہوگا اور اس کے والد کا نام نبی کریم ﷺ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔ یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور وہ نبیِ اکرم ﷺ کے آلِ بیت میں سے ہوں گے (حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہوں گے۔)

مہدی کے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہونے میں حکمت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حکومت سنبھالی تھی، لہٰذا اس وقت کے حالات میں مسلمانوں کے دو خلیفہ بن گئے تھے۔ عراق وحجاز وغیرہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور شام اور اس کے قرب وجوار میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

چھ ماہ کی حکمرانی کے بعد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بغیر کسی دنیوی معاوضے کے

[1] سنن أبي داود، المهدي، حديث 4285، وإسناده حسن.

محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق واتحاد پیدا ہو جائے ان سب کا حکمران ایک ہی شخص ہو اور ان کے درمیان خونریزی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل میں برکت ڈالی اور انھیں اس کا اچھا بدلہ دیا۔ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کی اولاد کو اس سے افضل چیز عطا کر دیتا ہے۔[1]

مہدی کی حکمرانی کی مدت

مہدی سات برس تک مسلمانوں کے حکمران رہیں گے اور وہ اس دوران زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔

[1] المنار المنیف لابن القیم، ص:151.

ان کے عہد میں امت بہت خوش حال ہوگی۔ زمین اپنی پیداوار بڑھا دے گی۔ آسمان سے خوب بارشیں ہونگی اور وہ لوگوں کو گنے بغیر مال دیں گے۔ اس سلسلے میں کچھ احادیث آگے بیان کی جائیں گی۔

مہدی کا ظہور کہاں سے ہوگا؟

محمد بن عبداللہ حسنی علوی کا ظہور مشرق کی طرف سے ہوگا۔ وہ اپنے ظہور کے وقت اکیلے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اہل مشرق کے بہت سے لوگوں کے ساتھ ان کی مدد کرے گا، جو حاملینِ دینِ اسلام ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے، جیسا کہ ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

مہدی کے ظہور کا وقت

آخری زمانے میں جب لوگوں کے معاملات دگرگوں ہو جائیں گے، اس وقت خلیفوں کی اولاد میں سے تین افراد کعبہ اور اس کے خزانے پر قبضہ جمانے کے لیے آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک بیت اللہ پر قبضہ کرنے کا خواہاں
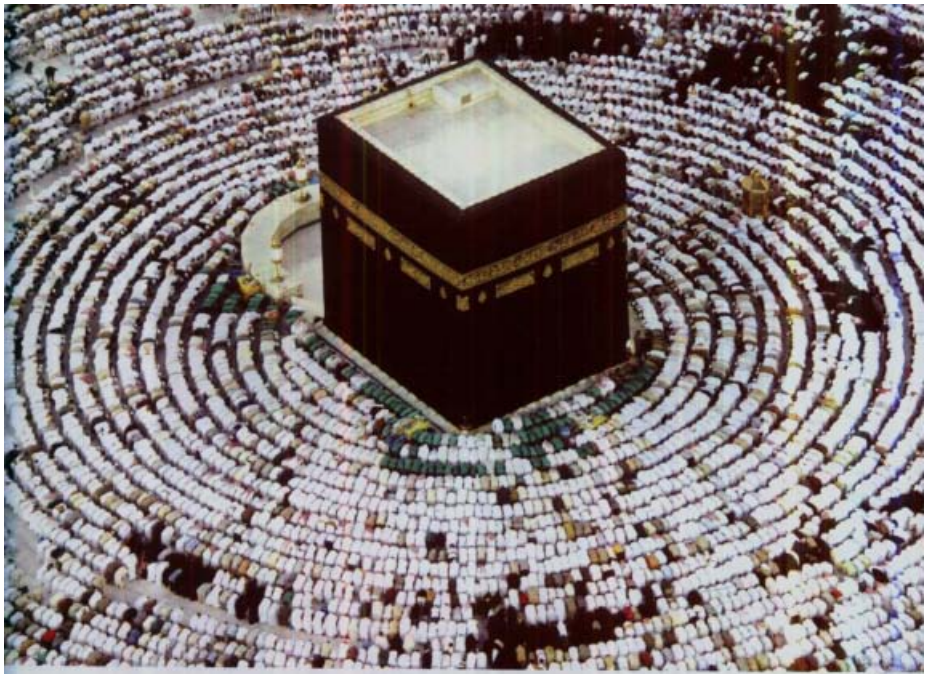
ہوگا، مگر کوئی بھی کامیاب نہ ہوسکے گا۔ عین اسی وقت مہدی کا شہر مکہ میں ظہور ہوگا اور یہ بات لوگوں میں عام ہو جائے گی۔ کعبہ کے قریب مہدی کی بیعت کی جائے گی جس میں لوگ سمع و طاعت اور ان کی اتباع پر ان کی بیعت کریں گے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ. ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ۔ قَالَ ثَوْبَانُ: ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ۔ فَقَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ»

"تمھارے (کعبہ کے) خزانے کے پاس تین آدمی آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کسی خلیفہ کا بیٹا ہوگا مگر یہ خزانہ کسی کو بھی

نہیں ملے گا۔ پھر مشرق سے کالے جھنڈے نمودار ہوں گے۔ وہ تم کو ایسے طریقے سے قتل کریں گے کہ جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ ثوبان کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے کوئی بات فرمائی جو مجھے یاد نہیں رہی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اس (مہدی) کو دیکھو تو اس کی بیعت کرلو خواہ تمھیں برف پر گھٹنوں کے بل گھسٹ گھسٹ کر جانا پڑے۔" [1]

حدیث کی تشریح

«كلهم ابن خليفة» یعنی وہ تین اشخاص جو جنگ کریں گے اور ہر ایک کے پیروکار بھی اس کے ہمراہ ہوں گے۔ان میں سے ہر شخص کا باپ بادشاہ ہوگا اور وہ اپنے والد کی طرح حکومت حاصل کرنے کا خواہشمند ہوگا۔ «كنزكم» کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے جو سونے اور خزانوں کی شکل میں ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کعبہ کے نیچے مدفون ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد حکومت اور خلافت ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد دریائے فرات کا خزانہ ہے، یعنی سونے کا وہ پہاڑ جو دریائے فرات میں ظاہر ہوگا۔ [2]

[1] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4084، وقال ابن كثير (في النهاية، ص: 26): تفرد به ابن ماجه وهذا إسناد قوي صحيح . قال البوصيري (في زوائده: 1442): هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات، و المستدرك للحاكم: 463/4، وقال: صحيح على شرط الشيخين وضعّف الحديث آخرون كأحمد والذهبي في الميزان وحكم عليه ابن الجوزي بالوضع. [2] اس کا ذکر علامات صغریٰ میں علامت نمبر: 96 میں گزر چکا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ان دونوں باتوں میں تطبیق کیسے ہوگی کہ مہدی مکہ میں ظاہر ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیاہ جھنڈے مشرق خراسان کی طرف سے آئیں گے؟ اس میں کیا حکمت ہے کہ مہدی کے جھنڈے سیاہ رنگ کے ہوں گے؟

جواب: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مہدی کی تائید کے لیے مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے جو اس کی مدد کریں گے، اس کی سلطنت قائم کریں گے اور اس کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ان کے جھنڈوں کا رنگ کالا ہوگا۔ کیونکہ اس رنگ میں رعب و وقار پایا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بھی میدان جنگ میں سیاہ ہوتا تھا جسے ''عُقاب'' کہا جاتا تھا۔'' [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ يَسْقِيهِ اللّٰهُ الْغَيْثَ وَ تُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَ يُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا، وَ تَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَ تَعْظُمُ الْأُمَّةُ، يَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا»

''میری امت کے آخری زمانے میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دور میں خوب بارشیں برسائے

[1] النهاية في الفتن والملاحم، ص:27.
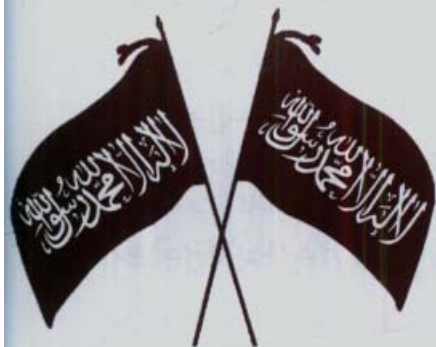
گا۔ زمین خوب اپنی پیداوار نکالے گی۔ وہ لوگوں میں برابری کی بنیاد پر مال تقسیم کرے گا۔ مال مویشی کی کثرت ہو جائے گی اور امتِ اسلام عظیم امت بن جائے گی۔ وہ سات یا آٹھ برس زندہ رہے گا۔'' [1]

اور ایک روایت میں ہے:

''پھر اس کے چلے جانے کے بعد زندگی میں کوئی خیر وبھلائی نہ رہے گی۔'' [2]

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کی وفات کے بعد ایک بار پھر شر وفساد اور عظیم فتنے سر اٹھالیں گے۔

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ظہورِ مہدی کا معاملہ مشہور ومعروف ہے اور اس سے متعلق روایات مستفیض بلکہ متواتر ہیں جو ایک دوسری کی تائید اور تقویت کا باعث ہیں۔ بہت سے اہل علم نے ان کے تواتر کا ذکر کیا ہے۔ان روایات کا تواتر معنوی ہے، اس لیے کہ ان کی

[1] المستدرك للحاكم: 558/4، بسند صحيح. [2] مسند أحمد: 37/3، وسنده ضعيف.

سند کے طرق بہت زیادہ ہیں۔ اور یہ مختلف اسناد سے، مختلف رواۃ سے اور بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے متنوع الفاظ کے ساتھ مروی ہیں۔ واقعی یہ روایات اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ مہدی کا ظہور شرعی دلائل سے ثابت ہے اور اس کا آنا برحق ہے۔ اس کا نام محمد بن عبداللہ علوی حسنی ہوگا اور وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوگا۔ آخری زمانے میں اس امام کی تشریف آوری امت کے لیے باعث رحمت ہوگی۔ وہ جب آئے گا تو عدل وانصاف قائم کرے گا اور ظلم و جور کا سدباب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مہدی کے ذریعے اس امت کو عدل، ہدایت، توفیق اور لوگوں کی رہنمائی کی نعمتوں سے نوازے گا۔[1]

مہدی کے بارے میں وارد احادیث

مہدی کے ظہور کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں اور یہ احادیث دو قسم کی ہیں:

پہلی قسم: وہ احادیث جن میں مہدی کا ذکر پوری وضاحت سے موجود ہے۔

دوسری قسم: ان احادیث کی ہے جن میں مہدی کی صرف صفات بیان کی گئی ہیں۔

ہم یہاں ان میں سے بعض احادیث کو ذکر کریں گے۔ یہ احادیث آخری زمانے میں مہدی کے ظہور کو اور انھیں علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ثابت

[1] یہ عبارت فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن البدر حفظہ اللہ کی کتاب "الرد علی من كذب بالأحاديث الصحيحة الواردة في المهدي" کے ص: 157-159 سے نقل کی گئی ہے۔

کرنے کے لیے کافی ہیں۔

مہدی کے بارے میں وارد جملہ احادیث کی تعداد پچاس (50) ہے۔ جن میں سے کچھ صحیح ہیں، کچھ حسن اور باقی ایسی ضعیف کہ جن کا ضعف شواہد ومتابعات کے باعث بڑی حد تک کم ہو جاتا ہے۔ اس موضوع پر وارد آثارِ صحابہ کی تعداد اٹھائیس (28) ہے۔

علامہ سفارینی، نواب صدیق حسن خان اور حافظ آبری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مہدی کے بارے میں احادیث حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ذیل میں کچھ احادیث بیان کی جارہی ہیں:

① حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ، يَسْقِيهِ اللّٰهُ الْغَيْثَ، تُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَ يُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا، وَ تَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَ تَعْظُمُ الْأُمَّةُ، يَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا»

''میری امت کے آخری زمانے میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دور میں نفع مند بارشیں برسائے گا۔ زمین خوب پیداوار نکالے گی۔ وہ لوگوں میں برابری کی بنیاد پر مال تقسیم کرے گا۔ مال مویشی کی کثرت ہو جائے گی اور امتِ اسلام ایک عظیم امت بن جائے گی۔ وہ سات یا آٹھ برس زندہ رہے گا۔''[1]

[1] المستدرك للحاكم: 558,557/4، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبي.

② حضرت ابو سعید خدری ہی سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ، يُبْعَثُ فِي أُمَّتِي عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَ زَلَازِلَ، فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا، يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَ سَاكِنُ الْأَرْضِ، يَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا صِحَاحًا؟ قَالَ: بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَ النَّاسِ»

قَالَ: «وَ يَمْلَأُ اللّٰهُ قُلُوبَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ غِنًى، حَتّٰى يَأْمُرَ مُنَادِيًا فَيُنَادِي فَيَقُولُ: مَنْ لَهُ فِي مَالٍ حَاجَةٌ؟ فَمَا يَقُومُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا رَجُلٌ فَيَقُولُ: ائْتِ السَّدَّانَ- يَعْنِي الْخَازِنَ- فَقُلْ لَهُ: إِنَّ الْمَهْدِيَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي مَالًا، فَيَقُولُ لَهُ: احْثُ، حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ فِي حِجْرِهِ وَ انْتَزَرَهُ نَدِمَ، فَيَقُولُ: كُنْتُ أَجْشَعَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ نَّفْسًا أَوْ عَجَزَ عَنِّي مَا وَسِعَهُمْ؟ قَالَ: فَيَرُدُّهُ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ، فَيُقَالُ لَهُ: إِنَّا لَا نَأْخُذُ شَيْئًا أَعْطَيْنَاهُ، فَيَكُونُ كَذٰلِكَ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ ثَمَانَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ، ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُ، أَوْ قَالَ: ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْحَيَاةِ بَعْدَهُ»

’’میں تمھیں مہدی کی آمد کی خوش خبری دیتا ہوں۔ اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگوں میں اختلاف بہت زیادہ ہو جائے گا اور زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ قبل ازیں ظلم وزیادتی سے بھری ہوئی تھی۔ آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے باسی سب اس سے راضی ہوں گے۔ وہ لوگوں میں

برابری کی بنیاد پر مال تقسیم کرے گا۔ ایک شخص نے سوال کیا: یقسم المال صحاحا کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مال دینے میں سب لوگوں سے ایک جیسا سلوک کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امت محمد کے دلوں کو غنا سے بھر دے گا۔ نوبت یہاں تک جا پہنچے گی کہ مہدی ایک منادی کو حکم دے گا اور وہ یہ اعلان کرے گا کہ لوگو! جس کسی کو مال چاہیے ہم دینے کو تیار ہیں، مگر اس پیشکش کو کوئی قبول نہ کرے گا۔ صرف ایک شخص اٹھے گا۔ مہدی اس سے کہے گا: خزانچی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: مہدی تمھیں حکم دیتا ہے کہ مجھے مال دو۔ خزانچی اس سے کہے گا: اپنے دونوں ہاتھوں سے جتنا اٹھا سکتے ہو، اٹھا لو۔ جب وہ شخص مال اپنی جھولی میں ڈال کر باندھ لے گا تو پشیمان ہو گا۔ اور سوچے گا: افسوس! میں ہی امت محمدیہ میں سب سے زیادہ لالچی انسان ہوں۔ جو چیز ان کے لیے کافی ہوگئی میرا اس سے گزارا کیوں نہ ہو سکا۔ یہ سوچ کر وہ مال واپس کرنا چاہے گا لیکن خزانچی اسے لینے سے انکار کردے گا۔ اس سے کہا جائے گا: ہم ایک بار جو کسی کو دے دیتے ہیں، وہ واپس نہیں لیتے۔ تم یہ مال لے جاؤ۔ یہ صورت حال سات، آٹھ یا نو برس تک جاری رہے گی، پھر مہدی فوت ہو جائے گا اور اس کے جانے کے بعد لوگوں کی زندگی میں کوئی بھلائی باقی نہ رہے گی۔'' [1]

«اُحثُ» کے معنی ہیں کہ گنے بغیر اور حساب کیے بغیر اپنے دونوں ہاتھوں سے جتنا لے سکتے ہو لے لو۔

[1] مسند أحمد: 37/3 ورجاله ثقات، وانظر مجمع الزوائد: 180/7.

③ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلِ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ»

''مہدی ہم میں سے ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی ایک ہی رات میں اصلاح فرما دے گا۔''[1]

«يصلحه الله في ليلة» غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خلافت کے لیے تیار کر دے گا۔ یعنی اسے اس کے لائق بنا دے گا، اسے توفیق عطا کرے گا، اسے الہام و رہنمائی نصیب فرمائے گا اور اسے قیادت و حکمت کی ایسی صفات عطا فرمائے گا جو اس سے پہلے اس کے پاس جو نہ ہوں گی۔

اس کے ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں یا رات کے کسی لمحے میں ان کے تمام معاملات سدھار دے گا اور ان کی شان بڑھا دے گا، وہ اس طرح کہ تمام اہل حل وعقد ایک ہی رات میں ان کی خلافت پر متفق ہو جائیں گے۔[2]

«يصلحه الله في ليلة» کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ پہلے گمراہ اور گناہ گار ہوگا کہ اچانک ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرما دے گا اور وہ لوگوں کی قیادت شروع کر دے گا۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کیونکہ وہ لوگوں کی قیادت خالص شرعی علم کی بنیاد پر کرے گا، وہ ان کے فیصلے کرے گا اور انھیں

---

[1] مسند أحمد: 84/1، بسند صحيح۔ [2] یہ تشریح ملا علی قاری نے مرقاة المفاتيح (180/5) میں بیان کی ہے۔

فتوے دے گا، ان کے جھگڑے نمٹائے گا اور میدان جنگ میں ان کی قیادت کرے گا۔ اور یہ تمام علوم ایک ہی رات میں صرف وحی الٰہی کے ذریعے ہی جمع ہو سکتے ہیں اور وحی الٰہی اللہ کے انبیاء کے لیے خاص ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ مہدی نبی نہیں ہوگا۔

لہٰذا «يصلحه الله في ليلة» کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شرح صدر نصیب فرمادے گا کہ احادیث میں جس مہدی کا ذکر آیا ہے اس سے مقصود وہ خود ہی ہیں نیز اللہ تعالیٰ انھیں قیادت کی اعلیٰ صفات عطا فرمائے گا۔

④ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ»

"مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ وہ فاطمہ زہراء کی نسل سے ہوگا۔" [1]

«من عِترتي» یعنی میرے اہل بیت میں سے اور میری اولاد میں سے ہوگا۔ «من ولد فاطمة» یعنی وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوگا۔

⑤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا. فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أَمِيرٌ، لِيُكْرِمَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ»

"عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان سے جب نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر (امام مہدی) ان سے کہیں گے کہ تشریف لائیے اور نماز کی امامت

[1] سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4284، بسند صحيح.

کروائیے۔ وہ معذرت کریں گے اور فرمائیں گے: اس امت کی امامت اس امت کے لوگوں ہی کو زیبا ہے۔ یہ اس امت پر اللہ کا احسان اور فضل ہے۔" [1]

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ دجال امام مہدی کے زمانے میں ظاہر ہوگا، پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گے تو امام مہدی ہی مسلمانوں کے قائد ہوں گے، چنانچہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بقیہ تمام مومن بھی امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔

⑥ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ»

"جس امام کی اقتداء میں عیسیٰ علیہ السلام نماز ادا کریں گے وہ ہم میں سے ہوگا۔" [2]

یہاں مقصود کلام یہ ہے کہ امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور مقتدیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہوں گے۔

⑦ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَ اسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي»

"اگر دنیا کی بقا کا ایک روز بھی باقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر

[1] مسند أحمد: 345/3، و صحيح مسلم، الإيمان، حديث: 156. [2] رواه أبو نعيم في كتاب المهدي، وذكره المناوي في فيض القدير: 486/6.

دے گا حتی کہ اس میں اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو مجھ سے ہوگا یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔'' [1]

اس کا نام ''محمد بن عبد اللہ'' ہوگا۔ اس حدیث میں شیعہ کے موقف کا واضح رد ہے جن کا دعوی ہے کہ مہدی کا نام محمد بن حسن عسکری ہوگا۔ «یَبعث» کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرے گا۔

اس حدیث کے ایک دوسرے راوی ''فطر'' کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا»

''اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اس میں اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔'' [2]

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

«لَا تَذْهَبُ- أَوْ لَا تَنْقَضِي- الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي»

''دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک

[1] جامع الترمذي، الفتن، حديث: 2230، و سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4282، وهو صحيح. [2] سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4283.

شخص عربوں کا حکمران نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔“ [1]

«حتى يملك العرب» کے معنی ہیں کہ وہ عام مسلمانوں کا بادشاہ ہوگا چاہے وہ عرب ہوں یا عجم۔

یہاں خصوصاً عربوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کی حکومت کا آغاز عربوں سے ہوگا۔ وہ مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہوگا۔ وہاں کے عرب اس کی اتباع کریں اور پھر دیگر تمام مسلمان بھی اس کی اتباع کرلیں گے۔

ایک اعتبار سے ہر ایسے مسلم کو عربی کہا جا سکتا ہے جو قرآن کی تلاوت کرتا اور عربی زبان جانتا ہو۔ [2]

⑧ حضرت زر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَلِيَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص والی نہ بن جائے جو میرا ہم نام ہوگا۔“ [3]

⑨ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي

---

[1] سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4282، وهو حديث حسن صحيح، وانظر تحفة الأحوذي: 486/6. [2] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: 179/5. [3] مسند أحمد: 376/1، بسند صحيح.

یَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا»

”اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھر دی گئی تھی۔“ [1]

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح سے ہیں:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنَّا يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا»

”اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔“ [2]

یہ تمام احادیث محمد بن عبد اللہ مہدی کے بارے میں بہت واضح دلیل ہیں۔ ان میں اس کے نام اور صفات کا بھی ذکر موجود ہے۔

وہ احادیث جن کے مہدی کے بارے میں ہونے کا احتمال ہے

(10) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ. قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ، يَمْنَعُونَ ذٰلِكَ»

[1] سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4283، وسنده قوي. [2] مسند أحمد: 99/1.

”قریب ہے کہ عراق والوں کو غلہ اور نقدی آنا بند ہو جائیں۔ ہم نے پوچھا: یہ کیسے ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پابندی عجم کی طرف سے ہو گی، وہ انھیں ان سے محروم کر دیں گے۔“

«قفیز» اہل عراق کے ماپنے کا پیمانہ ہے جیسے ہمارے: کلو اور ٹن ہیں۔ «درھم» چاندی کا وہ سکہ جو زمانۂ قدیم سے رائج تھا۔ «من قبل العجم» عجم کے لفظ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو غیر عربی ہوں خواہ وہ عربی بولتے ہوں یا نہ بولتے ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَّا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ. قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّومِ»

”قریب ہے کہ شام والوں کے پاس دینار اور غلہ آنا بند ہو جائیں۔ ہم نے سوال کیا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رومیوں کی جانب سے ہوگا۔“

«دینار» سونے کا ایک سکہ۔ «مدي» اہل شام کے ناپنے کا پیمانہ ہے، پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا، وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا»

"میری امت کے آخری زمانے میں ایک خلیفہ ایسا ہوگا جو جھولیاں بھر بھر کر گنے بغیر لوگوں کو مال دے گا۔"

حدیث کے راوی جریری کہتے ہیں: میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے، کیا وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نہیں تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ [1]

سابقہ احادیث کی روشنی میں یہ خلیفہ مہدی ہی ہیں جن میں ان کا نام لے کر وضاحت کی گئی ہے۔ چونکہ ان کے عہد میں اموال غنیمت اور فتوحات کی کثرت ہوگی۔ وہ بے پناہ سخی بھی ہوں گے اور لوگوں پر ہر قسم کی بھلائیاں نچھاور کریں گے۔

(11) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات سو رہے تھے کہ نیند میں آپ کے بدن مبارک نے کچھ حرکت کی۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! آج آپ نے نیند کے عالم میں کچھ ایسا کیا ہے جو پہلے نہیں کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ میری امت کے کچھ لوگ کعبہ کی طرف بڑھ رہے تھے، وہ قریش کے ایک شخص کو مارنا چاہتے تھے جو کعبہ میں پناہ لیے ہوئے تھا۔ جب وہ ایک کھلے صحراء میں تھے تو ان سب کو دھنسا دیا گیا۔ یعنی زمین پھٹ گئی اور اس نے انھیں اپنے پیٹ میں نگل لیا۔" ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! راستے میں تو ہر قسم کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2913.

«نَعَمْ، فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ، وَالْمَجْبُورُ، وَابْنُ السَّبِيلِ، يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا وَاحِدًا وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتَّى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ»

''ہاں، ان میں جان بوجھ کر شامل ہونے والے، مجبور کر کے لائے جانے والے اور مسافر سب ہوں گے لیکن یہ سب لوگ ایک ہی دفعہ ہلاک کر دیے جائیں گے، البتہ روزِ قیامت ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اٹھائے گا۔'' [1]

«المستبصر» ایسا شخص جو اپنے سفر کے مقصد کو اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہو۔

«المجبور» ایسا شخص جسے اس کی مرضی کے بغیر زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔

مقصود کلام یہ ہے کہ اس لشکر کے تمام افراد کو بیک وقت ہلاک کر دیا جائے گا اور یہ سب ایک ساتھ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہاں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقامات و احوال مختلف ہوں گے۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے اعمال اور اپنی نیتوں کے مطابق جنت میں جائیں گے اور کچھ جہنم رسید ہوں گے۔

(12) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُبَايَعُ لِرَجُلٍ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ، فَإِذَا اسْتَحَلُّوهُ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُونَهُ خَرَابًا لَا يُعْمَرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمُ الَّذِينَ يَسْتَخْرِجُونَ كَنْزَهُ»

''ایک شخص کی حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی۔

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2884.

اس گھر کی حرمت اس کے رہنے والے ہی پامال کریں گے۔ اور جب وہ اس کی حرمت کو پامال کر دیں گے تو پھر عربوں کی ہلاکت اور بربادی کے بارے میں مت پوچھو، پھر حبشی آئیں گے جو کعبہ کو تباہ و برباد کر دیں گے اور اس تباہی کے بعد پھر اللہ کا یہ گھر کبھی آباد نہ ہو سکے گا۔ یہی لوگ ہوں گے جو اس کا خزانہ بھی نکال کر لے جائیں گے۔‘‘ [1]

(13) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ»

’’تم اس وقت کس حال میں ہو گے جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمھارا امام تمھی میں سے ہوگا۔‘‘ [2]

یہاں امام سے مراد مہدی محمد بن عبد اللہ ہیں اور اس سلسلے میں واضح دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے، جو قبل ازیں نمبر: 5 کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔

(14) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا،

[1] مسند أحمد: 312/2، بسند صحيح. بیت اللہ کو حلال کرنے کا معنی اور کعبہ کو گرانے کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ دیکھیے علامت نمبر: 126۔ [2] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، حديث: 3449، وصحيح مسلم، الإيمان، حديث: 155.

فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ»

''قیامت کے قائم ہونے تک میری امت میں ایک گروہ حق کے لیے لڑائی کرتا رہے گا اور دشمن پر غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) کہے گا: تشریف لائیے اور نماز میں ہماری امامت فرمائیے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں! تمھارے بعض، بعض کے لیے امراء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت [1] کو یہ عزت بخشی ہے۔'' [2]

فائدہ: عیسیٰ علیہ السلام کے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مہدی عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی آخری بیماری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ [3] اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں بھی ایک دفعہ آپ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ [4] عیسیٰ علیہ السلام اس لیے مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے تاکہ وہ تمام لوگوں پر واضح کر دیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بن کر تشریف لائے ہیں اور انھی کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ بعد میں مہدی عیسیٰ علیہ السلام کی اقتداء کریں گے اور ان کے لشکر کے ایک سپاہی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں گے۔

[1] اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ عزت عطا فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اس امت کے ایک فرد کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ [2] مسند أحمد: 345/3، وصحيح مسلم، الإيمان، حديث: 156. [3] جامع الترمذي، الصلاة، حديث: 362، وهو حديث صحيح. [4] رواه الشافعي في مسنده، و صحيح مسلم، الطهارة، حديث: 274.

⑮ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً. قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَّ عَلَيَّ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ»

”یہ کام اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک ان میں بارہ خلیفے نہ ہو گزریں۔ جابر کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے کوئی بات فرمائی جو میں نہ سن سکا۔ میں نے والد صاحب سے پوچھا: آپ ﷺ کیا فرما رہے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔“ [1]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ امت میں بارہ عادل خلفاء ضرور ہوں گے مگر خیال رہے کہ اس سے مراد شیعہ کے بارہ امام ہرگز نہیں ہیں، اس لیے کہ ان اماموں میں سے اکثریت کو کبھی حکومت میں آنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ یہ تمام خلفاء قریش میں سے ہوں گے، حکمران ہوں گے اور عادل ہوں گے۔“ [2]

⑯ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الإمارة، حدیث: 1821. [2] تفسیر ابن کثیر، النور 24:55.

لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوْسَطِهِمْ، وَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ، ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ، فَلَا يَبْقٰى إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ»

''ایک لشکر لڑائی کے ارادے سے اس گھر کا قصد کرے گا حتی کہ جب وہ ایک کھلے صحراء میں ہوں گے تو ان کے درمیان والے لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان کے شروع والے لوگ آخر والوں کو پکاریں گے، پھر ان سب کو ایک ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا حتی کہ ان میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا سوائے اس بھاگے ہوئے شخص کے جو ان کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرے گا۔''[1]

«الشرید» یعنی اس لشکر میں سے صرف ایک شخص باقی رہ جائے گا جو زمین میں دھنسنے سے بچے گا اور لوگوں کو اس لشکر کے بارے میں خبر دے گا۔

(17) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک خلیفہ کی موت کے وقت امت میں اختلاف پیدا ہوگا۔ اس موقع پر ایک شخص مدینہ سے (فتنے کے ڈر سے) بھاگ کر مکہ مکرمہ پہنچے گا۔ مکہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے وہ اسے گھر سے نکلنے کو کہیں گے مگر وہ (امارت کو) ناپسند کرے گا۔ لوگ حجر اسود اور مقام

---

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2883.

ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کرلیں گے۔اس کے خلاف لڑنے کے لیے اہل شام کی طرف سے ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ لشکر جب مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک صحراء میں ہو گا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔جب لوگ لشکر کا یہ حشر دیکھیں گے تو شام کے اولیائے کرام اور عبادت گزار لوگ اور عراق کے منتخب اور نیک لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کرلیں گے۔ پھر قریش میں سے ایک شخص جو بنو کلب والوں کا بھانجا ہوگا (مہدی کے خلاف) اٹھے گا۔وہ مہدی کے حامیوں کی طرف ایک لشکر ارسال کرے گا مگر مہدی کے ساتھی اس پر غالب آجائیں گے۔یہ بنو کلب کا لشکر ہوگا۔ جو شخص بھی بنو کلب کے اموالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر نہ ہوگا، وہ خسارے میں رہے گا۔وہ (مہدی) مال تقسیم کرے گا اور لوگوں کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کی سنت ے مطابق معاملہ کرے گا۔ اس دوران اسلام زمین میں مضبوطی اور استقرار حاصل کرلے گا۔ اس کی حکومت سات برس رہے گی، پھر وہ وفات پا جائے گا اور مسلمان اس کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے اور ایک

روایت کے مطابق وہ نو برس تک رہے گا۔ [1]

مہدی کے بارے میں احادیث ثابت ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں۔ ان احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد تیس ہے۔ ائمۂ حدیث اور مصنفین نے ان کو اپنی سنن اور مسانید میں ذکر کیا ہے۔ علماء نے ان روایات سے استدلال کیا ہے حتی کہ عقائد اہل سنت میں ظہور مہدی کا عقیدہ ایک متفق علیہ امر بن گیا ہے۔ ائمۂ حدیث کی ایک جماعت نے مہدی کے متعلق احادیث کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ متواتر ہیں، جیسا کہ علامہ سفارینی نے لوامع الأنوار البهية: (80/2) میں، امام شوکانی نے الإذاعة لأشراط الساعة (صفحہ: 114) میں اور نواب صدیق حسن خان نے الإذاعة (ص: 115) میں ذکر کیا ہے۔

[1] سنن أبي داود، الملاحم، حديث: 4286، بسند لا بأس به، وتدعمه الكثير من الأحاديث الصحيحة الأخرىٰ.

مہدی ہونے کے دعویداروں پر ایک نظر

جب ہم تاریخ پر غوروفکر کرتے ہیں، مختلف ادوار کا مطالعہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور حکمرانوں کے ظلم و جور پر نگاہ ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ماضی میں بہت سے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا اور کئی لوگوں نے ان کے اس دعوے کی تصدیق بھی کی۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

① روافض (شیعہ) کا عقیدہ ہے کہ وہ مہدی کے منتظر ہیں۔ وہ ان کا بارھواں امام ہے۔ ان کے نزدیک اس کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے نہیں بلکہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ یہ امام ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ قبل سن دو سو ساٹھ (260) ہجری میں سامرّاء کے ایک غار میں داخل ہوا تھا۔ جب وہ اس غار میں داخل ہوا تو اس کی عمر پانچ برس تھی۔

* وہ اس وقت سے اس غار میں زندہ ہے، اسے موت نہیں آئی اور وہ آخری زمانے میں اسی غار سے باہر نکلے گا۔

* یہ امام ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ وہ لوگوں کے حالات سے آگاہ ہے مگر ان کی نگاہوں سے غائب ہے اور اسے دیکھا نہیں جا سکتا۔

* یاد رہے! ان کے یہ عقائد سراسر بے وقوفی اور جہالت پر مبنی ہیں، کسی دلیل وبرہان اور عقل واستدلال سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ پھر یہ عقیدہ انسانوں کے بارے میں اللہ کی سنت کے بھی خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسل جو اس کی مخلوق میں سے افضل ترین انسان ہیں، انھیں تو اللہ تعالیٰ فوت کر دے اور شیعوں کے مہدی کو ہزار برس سے زیادہ عرصے سے زندہ رکھے، یہ کیسے ممکن ہے؟

پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہے تو اس طویل مدت تک اس کے غائب ہونے اور چھپنے کی ضرورت کیا ہے؟ وہ باہر نکل کر لوگوں کے درمیان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام کیوں نہیں دیتا، حالانکہ امت کو آج کے حالات میں اس کی شدید ضرورت ہے؟

امام ابن کثیر رحمہ اللہ احادیث میں وارد مہدی محمد بن عبداللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اہل سنت کا مہدی بلادِ مشرق سے ظاہر ہوگا نہ کہ سامرّاء کے غار سے جیسا کہ جاہل شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ آج بھی اس غار میں موجود ہے۔ وہ آخری زمانے میں اس کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ محض حماقت اور

سامراء کی سرنگ

شیطان کی طرف سے شدید گمراہی اور دھوکہ دہی ہے۔ اس عقیدے کی کوئی دلیل نہیں، نہ قرآن وسنت سے، نہ عقل صحیح سے اور نہ استحسان سے۔[1]

② عبداللہ بن سبا نے دعوی کیا تھا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مہدی منتظر ہیں اور اس کا خیال تھا کہ وہ دنیا میں واپس آئیں گے۔

③ مختار بن عبید ثقفی نے دعوی کیا کہ محمد بن الحنفیہ جو سن (81) ہجری میں وفات پا گئے تھے، وہ مہدی منتظر ہیں۔ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد بن علی بن ابی طالب ہے۔ انھیں ابن الحنفیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر کا تعلق بنوحنیفہ کے قبیلے سے تھا۔

④ فرقہ کیسانیہ کے لوگ جو کہ علی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کیسان کے پیروکار ہیں اور یہ بھی شیعوں کا ایک فرقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن الحنفیہ تمام علوم کا احاطہ کیے ہوئے تھے اور ان کا خلاصہ یہ ہے کہ دین ایک شخص کی اطاعت کا نام ہے۔ انھوں نے ارکانِ شرعیہ کی تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان سے مراد رجال ہیں اور اس طرح انھوں نے ارکانِ شرعیہ کو معطل قرار دے دیا۔ اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی قریشی ہی مہدی ہیں۔

⑤ محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب جن کا لقب نفسِ زکیہ تھا اور جو سن (145) ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور نمازیں

[1] النهاية في الفتن والملاحم، ص: 17

پڑھنے والے عبادت گزار شخص تھے۔
ان کے عہد میں کچھ لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ وہی امام مہدی ہیں۔ انھوں نے تحریک شروع کی اور کئی لوگ ان کے پیروکار ہو گئے۔ انھوں نے حالات کی بہتری کے لیے کوشش کی۔ ان کے دور کے عباسی خلفاء نے دس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر کے ساتھ لڑائی کی اور اس تحریک کو ختم کر دیا۔ نفس زکیہ نے عباسی خلیفہ کے خلاف خروج کیا تھا کیونکہ اس کے دور میں ظلم واستبداد بہت پھیل گیا تھا۔

⑥ مہدیت کا دعوی کرنے والوں میں ایک نام عبید اللہ بن میمون القداح کا بھی ہے، اس نے سن (325) ہجری میں وفات پائی، اس کا دادا یہودی تھا۔ عبید اللہ فرقہ قرامطہ کا بانی ہے جنھوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور سن (317) ہجری میں حجر اسود چرا کر لے گئے۔ یہ لوگ کفر والحاد میں یہود ونصاری سے بھی دو قدم بڑھ کر تھے۔

اس کی اولاد کو شہرت واقتدار نصیب ہوا۔ انھوں نے مصر، حجاز اور شام پر کنٹرول حاصل کر لیا اور وہاں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ انھوں نے غلط بیانی کرتے ہوئے خود کو اہل بیت سے منسوب کیا اور دعوی کیا کہ وہ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی نسل میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فاطمی کہلائے۔ انھوں نے اپنے عہد اقتدار میں شافعی مسلک کے تمام قاضیوں کو معزول کر دیا اور ہر جگہ قبروں اور مزاروں کو رواج دیا۔ ان کے

کرتوتوں کے باعث امت پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوئیں۔

قرامطہ بظاہر مسلمان ہونے کا دم بھرتے تھے لیکن حقیقت میں وہ ملحد تھے۔ یہ لوگ تمام مذاہب سے خارج تھے۔ ان کا مذہب آگ کے پجاری مجوسیوں اور ستاروں کے پجاری صابیوں کے مذاہب سے مرکب ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فاطمیوں کا دور حکومت (280) برس سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ عبید اللہ القداح نے مہدی ہونے کا دعوی کیا اور ''مہدیہ'' نامی شہر کی بنیاد رکھی۔''[1]

⑦ جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ان میں محمد بن عبد اللہ بربری بھی ہے جو ابن تومرت کے نام سے معروف ہے۔ یہ شخص سن (514) ہجری میں ظاہر ہوا اور اس نے دعوی کیا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے۔ اس نے اپنا نسب حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ جوڑ لیا۔

اس آدمی نے ظلم و استبداد کے ذریعے حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ بہت حیلے باز اور دھوکے باز انسان تھا جو لوگوں کو حیلے بازیوں کے ساتھ دھوکا دیتا اور ان کے سامنے اظہار کرتا کہ اس کی بہت سی کرامات ہیں۔ اس کی ایک حیلہ بازی یہ بھی تھی کہ اس نے ایک دفعہ کچھ لوگوں کو قبروں میں داخل کر دیا اور کچھ لوگوں کو لے کر آیا تاکہ انھیں نشانی دکھائے، اس نے آواز دی کہ اے قبر والو! میری بات کا جواب دو۔ انھوں نے کہا: آپ مہدی ہیں، معصوم عن الخطا ہیں اور آپ کی فلاں خوبی ہے، آپ

[1] تاريخ الإسلام للذهبي، حوادث سنة: 322، ص:24.

کی فلاں خوبی ہے، پھر اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کے فراڈ کا راز فاش نہ ہو جائے، اس لیے اس نے قبروں میں لیٹے ہوئے لوگوں پر قبریں دھنسا دیں اور وہ مر گئے۔

⑧ مہدی ہونے کا دعوی کرنے والوں میں ایک شخص محمد احمد بن عبد اللہ سوڈانی متوفی (1302) ہجری، موافق (1885) عیسوی بھی ہے۔ یہ ایک صوفی تھا جس نے سوڈان پر غلبہ حاصل کرلیا۔ وہ زہد وعبادت میں مشہور ہوا اور اس نے اڑتیس (38) برس کی عمر میں مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ قبائل کے سردار اور بزرگ لوگ اس کی طرف مائل ہوئے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ جو شخص اس کی مہدیت کا انکار کرے گا وہ اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کا مرتکب ہوگا۔ وہ اس طرح کے اور بھی بے کار دعوے کیا کرتا تھا۔

اگرچہ انگریز عیسائیوں کے خلاف جنگوں میں اس کے کچھ کارنامے بھی ہیں، تاہم امر واقع یہ ہے کہ وہ احادیث میں مذکور مہدی موعود نہیں تھا بلکہ وہ بھی مہدیت کے دیگر دعویداروں کی مانند ایک جھوٹا دعویدار تھا۔

⑨ مہدیت کے دعویداروں میں ایک شخص محمد بن عبد اللہ قحطانی بھی تھا۔ یہ شخص مملکت سعودی عرب کے دارالخلافہ ریاض میں ظاہر ہوا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ مہدی ہے۔ کچھ لوگوں نے اس کی

بیعت کرلی اور اس کے پیروکار بن گئے۔ ان لوگوں نے سن (1400) ہجری موافق (1980) عیسوی میں مسجد حرام میں گھس کر اس کے مہدی ہونے کا اعلان کیا اور مسجد میں محصور ہو گئے۔ یہ واقعہ فتنۂ حرم کے نام سے مشہور ہے، جو اس کے قتل پر اختتام پذیر ہوا۔

مہدی ہونے کے دعویداروں سے معاملے کے قواعد وضوابط

جب ہم مدعیان مہدیت کی تردید کرتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم مہدی کے بارے میں احادیث کا انکار کر رہے ہیں لیکن احادیثِ مہدی کی تصدیق کرنا اور انھیں نبی کریم ﷺ کا فرمان تسلیم کرنا اور چیز ہے اور کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مہدی ہے، دوسری چیز ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق کیا جانا چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کے معاملے کو ہوا میں نہیں چھوڑا بلکہ آپ نے اس کے لیے بہت واضح علامات اور قواعد بیان فرمائے ہیں جن کی روشنی میں ہم اصلی مہدی کو بغیر کسی شک وشبہ کے پہچان سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

① مہدی لوگوں کو اپنی ذات کی طرف دعوت نہیں دے گا، نہ ہی اپنی بیعت کے لیے لوگوں کو پکارے گا۔ بلکہ لوگ اس کی بیعت کریں گے اور وہ اسے ناپسند کرتا ہو گا۔

② مہدی کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کے مطابق، یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہو گا۔

③ اس کا نسب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہوگا۔

④ حدیث میں مذکور جسمانی صفات بھی اس میں موجود ہونا ضروری ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ چوڑی پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہوگا۔''

⑤ وہ جن حالات میں ظاہر ہوگا، وہ کچھ اس طرح سے ہوں گے:

- ایک خلیفہ کی وفات کے بعد اختلاف واقع ہوگا۔[1]
- زمین اس وقت ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔
- تین خلفاء کے بیٹے آپس میں جنگ کریں گے۔
- مہدی ایک نیک اور متقی شخص ہوگا۔ وہ علم شریعت اور حکمت ودانش سے لبریز ہوگا۔
- اس کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوگا اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کی جائے گی۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔

[1] اگرچہ یہ بات جس حدیث میں وارد ہوئی ہے اس کی سند میں کلام ہے۔

سوال: وہ کیا حالات واسباب تھے جن کے سبب سے کوئی اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو امام مہدی خیال کرنے لگا؟

جواب: اگر ہم ان لوگوں کے حالات و واقعات پر غور کریں جنھوں نے مہدیت کا دعویٰ کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ

* مہدی ہونے کا دعوی کرنے والے بعض لوگ تو ایسے تھے جنھوں نے لوگوں پر غلبہ اور حکومت حاصل کرنے کی خاطر جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہوئے مہدی ہونے کا دعوی کیا، ایسے لوگوں پر مہدی والی کوئی علامت صادق نہیں آتی۔ ایسے دعویداروں میں عبید اللہ القداح اور ابن تومرت وغیرہ شامل ہیں۔
* مہدیت کے بعض دعویدار ایسے تھے کہ جن کا معاملہ مشتبہ تھا اور لوگوں نے ان کے بارے میں یہ سمجھ لیا کہ وہ امام مہدی ہیں، جیسے محمد بن عبد اللہ نفس زکیہ کا معاملہ ہے۔ ان کا ظہور ہوا اور لوگ ان کے پیروکار بن گئے اور پھر بعد میں واضح ہوا کہ وہ مہدی نہیں ہیں۔ بعض ایسے تھے کہ ان میں سے کسی کا نام شہرت اختیار کر گیا اور اس نے اپنے مہدی ہونے کے بارے میں خواب دیکھے تو لوگوں نے اسے مہدی سمجھ لیا، جیسا کہ محمد بن عبد اللہ قحطانی تھا۔

کیا خواب سے کوئی شرعی حکم اخذ کیا جا سکتا ہے؟

خوابوں کے ذریعے شریعت کا کوئی حکم اخذ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی خواب کی بنیاد پر امت اسلامیہ کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ محض خواب وخیال پر کسی معمولی مسئلے کی بنیاد بھی نہیں رکھی جا سکتی۔

قاضی شریک بن عبد اللہ خلیفہ مہدی کے پاس آیا تو دیکھا کہ خلیفہ کا مزاج بدلا ہوا ہے اور وہ سخت غصے میں ہے۔ قاضی شریک نے پوچھا: کیا بات ہے! امیر المؤمنین! آج آپ بہت غصے میں ہیں؟ خلیفہ مہدی نے کہا: میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ تم میرے بستر پر سوئے ہوئے تھے۔ جب میں نے تعبیر بیان کرنے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ آپ مجھ سے بغض رکھتے اور میرے خلاف منصوبے بناتے ہیں۔ قاضی نے فوراً جواب دیا: امیر المؤمنین! واللہ! نہ تو آپ کا خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی طرح سچا ہے اور نہ ہی آپ کا تعبیر کرنے والا یوسف علیہ السلام کی طرح درست تعبیریں بتلانے والا ہے۔

قاضی شریک کی طرف سے یہ خلیفہ کے اس خواب کی واضح تردید تھی جس کا ایک شخص سے تعلق تھا اور اگر معاملے کا تعلق ساری امت کے مستقبل سے ہو تو اس کی تردید کرنا کس قدر ضروری ہے۔

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہے تو اس نے اسے ذبح کر ڈالا

ایک روز میں نے کسی اخبار میں پڑھا کہ افریقہ میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے تو صبح اٹھ کر اس نے اپنے بیٹے کو پکڑ کر لٹایا اور اسے ذبح کر دیا۔ اسے یہ توقع تھی کہ اس کے لیے بھی آسمان سے کوئی عظیم ذبیحہ بھیج کر اس کے بیٹے کو بچا لیا جائے گا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کو بچانے کے لیے جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا تھا۔

اس جاہل آدمی سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کیا ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں تو اس سے کہا:

﴿ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾

”میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! جو حکم ہوا ہے بجا لائیے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیے میں رکھ دیا۔“ [1]

اس افریقی کا یہ فعل آخری درجے کی جہالت تھا۔ اس جیسے جاہل شخص کا خواب نبی کے خواب کی طرح کیسے ہوسکتا ہے جس کی طرف اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے۔

[1] الصافات 37: 102-107.

اگر کبھی آپ کو اچھا خواب نظر آئے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور خوش ہو جائیں اور اگر برا خواب ہے تو اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔اس طریقے سے یہ خواب آپ کو نقصان نہیں دے گا۔

ایک اصول: اگر کوئی شخص مہدی ہونے کا دعوی کرے اور احادیث میں بیان کردہ علامات اس میں نہ پائی جائیں، نہ ہی دجال اس کے زمانے میں ظاہر ہوا ہو تو ایسا شخص جھوٹا، کذاب اور دجال ہے۔اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰ مسیح ہونے کا دعوی کرے اور دجال اس کی آمد سے پہلے نہ نکلا ہو تو یہ شخص بھی کذاب اور دجال ہے۔

مہدی کا جائزہ افراط وتفریط کی بجائے عدل وانصاف سے لیا جائے

اہل سنت و الجماعۃ کے نزدیک مہدی کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ ائمۂ مسلمین میں سے ایک امام ہوگا جو معاشرے میں عدل وانصاف کے لیے کام کرے گا اور غیر معصوم ہوگا۔[1]

بعض اہل علم نے مہدی کا انکار کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

* علامہ ابن خلدون: ابن خلدون مہدی کے مسئلے میں متردد تھے۔انھوں نے اس سلسلے میں وارد احادیث پر تنقید کی ہے اور کہا ہے:''ان احادیث میں سے کوئی ہی ایسی ہوگی جو نقد وجرح سے بچی ہوگی۔''

[1] دیکھیے کتاب «عقيدة أهل الأثر في المهدي المنتظر» للشيخ العباد.

* **محمد رشید رضا:** وہ کہتے ہیں: ”مہدی والی احادیث میں تعارض بہت قوی اور ظاہر ہے۔ اس موضوع کی ان روایات میں جمع وتطبیق بہت مشکل ہے۔ ان کا انکار کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں شبے کا پہلو بہت غالب ہے۔یہی وجہ ہے کہ امام بخاری وامام مسلم نے اپنی کتب میں ان روایات کو ذکر نہیں کیا۔ائمۂ مسلمین کی ایک بڑی تعداد نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔“ [1]
* **احمد امین:** ”مہدی کے بارے میں روایات سب خرافات ہیں اور ان کے باعث مسلمانوں کی زندگی میں بہت خطرناک نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔“ [2]
* **عبداللہ بن زید آل محمود:** ”مہدی کا دعوی ابتدا سے انتہا تک سب کچھ واضح جھوٹ پر مبنی ہے۔ یہ ایک برا اور قبیح عقیدہ ہے۔ دراصل یہ خرافات ہیں جو ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی چلی گئیں اور ایسی احادیث جان بوجھ کر دہشت اور خوف پھیلانے کے لیے گھڑی گئی ہیں۔“ [3]
* **محمد فرید وجدی:** ”مہدی منتظر کے بارے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں، اہل علم وبصیرت جب ان کا جائزہ لیتے ہیں تو انھیں یہ کہنے میں کوئی باک نظر نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کی چیزوں کے بیان کرنے سے پاک ہیں۔ان روایات میں جو غلو، تضاد، مبالغہ آرائی، لوگوں کے حالات سے ناواقفیت

---

[1] تفسير المنار، الأعراف 7: 187. [2] ضحى الإسلام: 243/3. [3] دیکھیے ان کا رسالہ: لا مهدي ينتظر، بعد الرسول خير البشر، ص: 58.

اور انسانوں کے بارے میں اللہ کے رائج طریقے سے جو بُعد پایا جاتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان احادیث کا مطالعہ کرنے والا پہلی نظر ہی میں محسوس کر لیتا ہے کہ یہ سب موضوع روایات ہیں جنھیں عرب اور غرب میں ریاست و خلافت کے بعض طلب گاروں کے گمراہ حواریوں نے مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے وضع کر لیا تھا۔ [1]

مہدی کے منکرین کے دلائل

① قرآن میں مہدی کا ذکر نہیں، اگر یہ حق بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر فرماتا۔

[1] دائرۃ المعارف القرن العشرین: 10/481.

جواب: قرآن مجید نے تمام علامات قیامت کا ذکر نہیں کیا۔ حتی کہ اس نے خروج دجال کا اور آخری زمانے میں زمین میں دھنسنے کے واقعے کا ذکر بھی نہیں کیا۔ ان تمام علامات کو سنت میں ذکر کیا گیا ہے۔ جب یہ علامات سنت سے ثابت ہیں تو برحق ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے بارے میں اعلان ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝﴾

''میرا نبی اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔''[1]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ»

''خبردار! مجھے قرآن حکیم بھی عطا کیا گیا ہے اور اس جیسی ایک دوسری چیز (سنت) بھی اس کے ساتھ عطا کی گئی ہے۔''[2]

نبی کریم ﷺ نے ان علامات کا ذکر فرمایا ہے اور انھیں ثابت فرمایا ہے، اس لیے یہ ثابت شدہ دین کا حصہ ہیں۔

② مہدی کی احادیث صحیحین میں نہیں ہیں۔

جواب: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کی تمام احادیث جمع نہیں کی گئیں۔ امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ دیگر رواۃِ سنت بھی ائمۂ محققین ہیں۔ اور ہمارے پاس ایسے وسائل اور طریقے موجود ہیں جن سے صحیح اور ضعیف حدیث میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ اگر تحقیق کے بعد حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو

[1] النجم 3:53. [2] مسند أحمد: 130/4.

اسے قبول کرنا واجب ہے، چاہے وہ صحیح بخاری و مسلم میں ہو یا کسی اور کتاب میں ہو۔ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی مہدی کے بارے میں روایات ضرور آئی ہیں مگر وہ مہدی کا نام لیے بغیر اس کی صفات کے بیان پر مبنی ہیں۔ گزشتہ احادیث میں صحیحین کی احادیث بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

③ ہم مدعی مہدیت کے لیے دروازہ نہیں کھولنا چاہتے۔

جواب: جب ہم نے مہدی کے بارے میں شرعی قواعد وضوابط بیان کر دیے ہیں تو اب کسی بھی جھوٹے شخص کے لیے دعوی کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ مہدی کی مخصوص جسمانی صفات ہیں اور اس کے زمانے کے کچھ متعین حالات ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ یہ صفات وعلامات صرف ایک ہی شخص میں پائی جائیں گی جو حقیقی مہدی ہوگا۔

اس موضوع کی آخری بات:

کیا مہدی پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ دعوت وعمل کو چھوڑ دیا جائے؟

بہت سے مسلم ممالک میں خیر وشر کے درمیان کشمکش، فتنہ وفساد کے ظہور و انتشار اور بھلائی کی دعوت کی کمزوری کے باعث ان ممالک کے باشندگان کی ایک بڑی تعداد بددلی اور مایوسی کا شکار ہے اور انھوں نے مہدی کا انتظار شروع کر دیا ہے تاکہ وہ انھیں فتح ونصرت سے ہمکنار کرے۔

اس کے نتیجے میں یہ لوگ دعوت وعمل کو چھوڑ کر بیٹھ گئے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے خاموشی اختیار کر لی، انھوں نے حصول علم اور اس کی نشرو اشاعت کو بھی

پس پشت ڈال دیا اور بعض اوقات تو کاروبار اور تعمیر وترقی کے عمل سے بھی الگ ہوگئے۔ اور بعض نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ معاملہ بہت عجلت کا متقاضی ہے کہ یہ ظہور مہدی کا زمانہ ہے، وہ جلد ہی آنے والے ہیں، اس لیے دنیا کے جھمیلوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ ان احادیث کے ساتھ تعامل کے بارے میں شرعی اسلوب کیا ہونا چاہیے؟

ان کے بارے میں تعامل:

یہ اور دیگر علامات اس لیے بیان کی گئی ہیں تاکہ مسلمانوں کو فرحت اور صبر وثبات حاصل ہو اور انھیں یہ خوش خبری بھی سنائی جائے کہ اللہ تعالیٰ کا دین محفوظ رہے گا اور اس کی مدد کی جائے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم عمل وہ کریں گے جس کا شرع نے عمومی حکم دیا ہے کہ دین کی مدد کی جائے، مسلمان ملکوں کا دفاع کیا جائے، جہاد فی سبیل اللہ کو قائم کیا جائے اور پرچم اسلام کی سربلندی کے لیے قتال کیا جائے۔

ہم اس انتظار میں بیٹھے نہیں رہیں گے کہ آسمان سے مدد نازل ہوگی یا ہماری کسی کوشش اور محنت کے بغیر ہی زمین کچھ اگانا شروع کر دے گی۔

آج بھی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ یہودیوں سے قتال کے لیے اور قابض عیسائیوں کو مسلمانوں کے ممالک سے نکالنے کے لیے بھرپور تیاری کریں اور قیادت کے لیے خروج مہدی کے انتظار میں ذلیل ورسوا ہو کر نہ بیٹھے رہیں بلکہ ہم سب کو متفق ومتحد ہو کر اپنے دین کی اور اگر امام مہدی تشریف لے آئیں، تو ان کی مدد کرنی چاہیے۔

علاماتِ کبریٰ

(قیامت کی بڑی نشانیاں)

- خروجِ دجال
- نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- خروجِ یاجوج وماجوج
- زمین میں دھنسائے جانے کے تین بڑے واقعات
- دھواں
- خروجِ دابہ (عجیب الخلقت جانور کا نکلنا)
- سورج کا مغرب سے طلوع ہونا
- آگ جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانک لے جائے گی

تمہید

گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ علامات قیامت کی دو قسمیں ہیں: علاماتِ صغریٰ اور علامات کبریٰ، یعنی قیامت کی چھوٹی اور بڑی نشانیاں۔ ہم قیامت کی (131) چھوٹی نشانیاں بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم قیامت کی ان بڑی علامات کی تفصیل بیان کریں گے جو قیامت قائم ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے وقوع پذیر ہوں گی۔

قیامت کی بڑی نشانیاں ٹوٹنے والے ہار کے منکوں کی طرح یکے بعد دیگرے تسلسل سے واقع ہوں گی۔ جب پہلی علامت ''ظہورِ مہدی'' واقع ہوگی تو پھر اس کے بعد تواتر سے دیگر علامات بھی واقع ہونا شروع ہو جائیں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْآيَاتُ خَرَزَاتٌ مَنْظُومَاتٌ فِي سِلْكٍ، فَإِنْ يُقْطَعِ السِّلْكُ يَتْبَعْ بَعْضُهَا بَعْضًا»

”علاماتِ قیامت تار میں پروئے ہوئے موتیوں کی مانند ہیں، پس اگر تار ٹوٹ جائے تو موتی یکے بعد دیگرے تیزی سے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔“ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خُرُوجُ الْآيَاتِ بَعْضُهَا عَلٰى إِثْرِ بَعْضٍ تَتَابَعْنَ كَمَا تَتَابَعُ الْخَرَزُ فِي النِّظَامِ»

”علاماتِ قیامت کا ظہور یکے بعد دیگرے اس طرح ہوگا جس طرح ہار کے ٹوٹ جانے پر اس کے منکے ایک دوسرے پر گرتے ہیں۔“ [2]

کچھ بعید نہیں کہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے درمیان کچھ چھوٹی نشانیاں بھی ظاہر ہو جائیں، مثلاً: پہلے مہدی کا ظہور ہو جائے، پھر اس کے زمانے میں کئی ایک چھوٹی نشانیاں ظاہر ہو جائیں، ان کے بعد دجال ظاہر ہو جائے اور پھر اسی طرح دیگر علامات بھی ظاہر ہو جائیں۔ واللہ اعلم

---

[1] مسند أحمد: 219/2، وصححه أحمد شاكر والألباني. [2] المعجم الأوسط للطبراني: 148/5، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 637/7، حديث: 3210.

مسیح دجال کا خروج
مسیح دجال کون ہے؟
کیا وہ آج کہیں موجود ہے؟
کیا اسے پہلے کبھی کسی نے دیکھا ہے؟
اس کی علامات کیا ہوں گی؟
اس کے خروج کے اسباب کیا ہوں گے؟
دجال کو بہت غصے میں مبتلا کرنے والی بات کیا ہوگی؟
دجال کے بارے میں غلط عقائد کیا کیا ہیں؟

دجال کون ہے؟

دجال اولادِ آدم میں سے ایک شخص ہو گا جسے اللہ تعالیٰ کچھ ایسی طاقتیں دے گا جو اس کے سوا نوعِ بشر میں کسی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش و امتحان کے لیے اسے یہ طاقتیں عطا فرمائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں متنبہ کیا ہے کہ ہم اس کی گمراہیوں کو اختیار نہ کریں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں اس کی جسمانی اور اخلاقی علامات سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

دجال کے بارے میں معلومات رکھنا ضروری ہے

کسی چیز کے بارے میں علم رکھنا اس کے بارے میں جہالت سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے شر (فتنوں) کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ [1]

دجال سب سے بڑا فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں اس کا بہت اندیشہ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کے بارے میں امت کو خبردار کیا، ڈرایا اور آگاہ فرمایا، اس لیے کہ دجال کے ساتھ بہت سے عظیم فتنے اور شبہات ہوں گے حتی کہ وہ یہ دعویٰ بھی کرے گا کہ وہ رب العالمین ہے۔ جب ہم دجال کی صفات، علامات اور اس سے محفوظ رہنے کے طریقے معلوم کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے بچا لے گا۔ ان شاء اللہ

[1] صحیح البخاری، المناقب، حدیث:3606.

اس کا نام مسیح دجال کیوں ہے؟

دجال کو مسیح اس لیے کہا گیا کہ اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، وہ کانا ہوگا اور ایک ہی آنکھ سے دیکھ سکے گا۔ اس کے نام کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ مِسِّیح ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مِسِّیخ ہے۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس کا نام مسیح اس لیے رکھا گیا کہ وہ ساری زمین میں گھومے اور چلے پھرے گا۔

بعض نے کہا: مسیح نام اس لیے رکھا گیا کہ اس کے نصف چہرے پر نہ آنکھ ہوگی اور نہ ابرو۔

اس کا نام دجّال اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کا کام دجل وفریب کرنا، حیلے بازی سے کام لینا، حقائق چھپانا اور بڑے بڑے جھوٹ بولنا ہوگا۔ دجل بہت بڑے جھوٹ کو کہا جاتا ہے۔ وہ بہت بڑے دجل وفریب سے کام لینے والا، بہت جھوٹ بولنے والا اور بہت بڑا متکبر ہوگا۔

دَجَّال کی جمع دجَّالون اور دَجَاجِلة آتی ہے۔

دجال کا دعویٰ کیا ہوگا؟

دجال یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ لوگوں سے اپنی ذات پر ایمان لانے کا مطالبہ کرے گا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ»

”بے شک دجال کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں ہے۔“[1]

دجال کے پاس بہت سے شبہات اور حیلے ہوں گے جن کی مدد سے وہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرے گا۔

ابن صیّاد کا قصہ

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں ایک یہودی لڑکا تھا جس کا نام ”ابن صیاد“ تھا۔ وہ بھی ایک معمہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کو بھی اس کے دجال ہونے کے بارے میں تردد تھا۔ اس کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان ایک واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ حضرت عمر بن خطاب اور چند دیگر لوگوں کے ہمراہ ابنِ صیاد کی جانب روانہ ہوئے۔ انھوں نے اسے بنو مغالہ کے ایک قلعے کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا۔ اس وقت ابنِ صیاد قریب البلوغ تھا۔ اسے نبی کریم ﷺ کی آمد کا اس وقت پتہ چلا جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پشت پر مارا۔ اس کے بعد ابنِ صیاد اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان اس طرح مکالمہ ہوا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیین

---

[1] صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7131.

(ان پڑھ لوگوں)، یعنی اہل عرب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پھر ابن صیاد نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس کی رسالت کا انکار کیا اور فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔'' اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ابنِ صیاد سے ایک اور سوال کیا اور فرمایا: ''تجھے کیا نظر آتا ہے؟''

ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو معاملہ تجھ پر خلط ملط ہو گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھ سے پوچھنے کے لیے دل میں ایک چیز چھپا رکھی ہے۔''[1]

---

[1] یعنی میں نے اپنے دل میں ایک لفظ سوچ رکھا ہے، تم اسے معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے دل میں دخان کا لفظ چھپا رکھا تھا۔

ابنِ صیاد نے ''دخان'' کہنے کی کوشش کی لیکن اسے یہ لفظ ادا کرنے کی توفیق نہ ملی، اس لیے اس نے ''دخان'' کی بجائے ''دخ دخ'' کہہ دیا۔ دراصل ابنِ صیاد کے پاس کچھ جن تھے جو اسے چیزوں کی خبر دیتے رہتے تھے۔ جن بھی اس لفظ کو صحیح معلوم نہ کر سکے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دل میں چھپایا ہوا تھا۔

ابنِ صیاد نے کہا: وہ ''دُخ'' ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھٹکار ہے تجھ پر! تو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، اگر ابنِ صیاد ہی دجال (اکبر) ہے تو تم

[1] یعنی تو کہانت سے آگے نہیں بڑھ سکتا کیونکہ تو کاہن، دجال اور حیلہ باز ہے۔

اس پر غلبہ نہیں پا سکو گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اسے قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔'' [1] یعنی اگر ابن صیاد ہی دجال ہے تو تمھیں اس کے قتل کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ اسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اپنے نزول کے بعد قتل کریں گے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب انصاری کے ہمراہ کھجوروں کے اس باغ کی طرف چلے گئے جس میں ابن صیاد رہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے درختوں کے پیچھے چھپتے چھپتے اس باغ میں داخل ہوئے۔ آپ خفیہ طریقے سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے، تاکہ اس سے قبل کہ وہ آپ کو دیکھ لے، آپ اس کی باتیں سن سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ کمبل اوڑھے ایک بچھونے پر لیٹا ہوا ہے اور منہ میں کچھ بڑبڑا رہا ہے۔ ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درختوں کے پیچھے چھپ کر آتے ہوئے دیکھ لیا اور کہا: ارے ''صاف!'' (یہ اس کا نام تھا) یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ یہ سنتے ہی ابنِ صیاد اٹھ بیٹھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ مداخلت نہ کرتی تو آج ابن صیاد کی اصل حقیقت واضح ہو جاتی (کہ یہ دجال ہے یا نہیں۔)'' [2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مدینہ کے کسی راستے پر تھے کہ ان کی ابنِ صیاد سے ملاقات ہوئی۔

---

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث:2931. [2] صحیح مسلم، الفتن، حدیث:2931.

نبی کریم ﷺ: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟''

ابن صیاد: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

رسول اللہ ﷺ: ''میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''تجھے کیا نظر آتا ہے؟''

ابنِ صیاد: مجھے پانی پر ایک تخت نظر آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ: ''تجھے سمندر پر تختِ ابلیس نظر آتا ہے۔ تو اور کیا دیکھتا ہے؟''

ابن صیاد: مجھے دو سچے اور ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا نظر آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ: ''(شیطان کے اس کے پاس آنے کی وجہ سے) اس پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے، اسے چھوڑ دو۔'' [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم حج یا عمرے کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ابن صیاد بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا۔ جب ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو لوگ ادھر ادھر پھیل گئے اور میں اور ابن صیاد تنہا رہ گئے۔ اس کے بارے میں جو باتیں مشہور تھیں ان کے باعث میں شدید وحشت میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے اپنا سامان اٹھایا اور میرے سامان کے قریب لا کر رکھ دیا۔ میں نے اس سے کہا: دیکھو! گرمی بہت شدید ہے، بہتر ہے کہ تم اپنا سامان اُس درخت کے نیچے رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا (ابن صیاد نے اپنا سامان ابو سعید سے دور اس درخت کے نیچے رکھ دیا۔) تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ

---

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2926.

بکریوں کا ایک ریوڑ ہمیں دکھائی دیا۔ ابنِ صیاد اٹھا اور جا کر بکریوں کے دودھ سے بھرا ہوا ایک بڑا برتن لے آیا۔

کہنے لگا: ابوسعید! پیو۔

میں نے کہا: موسم سخت گرم ہے اور دودھ بھی گرم ہے۔ اس لیے میں نہیں پیوں گا۔ دراصل میں اس کے ہاتھ سے کچھ لینا اور پینا پسند نہیں کرتا تھا۔

ابنِ صیاد نے کہا: ابوسعید! لوگ میرے بارے میں جو باتیں کرتے ہیں (مجھے دجال بتاتے ہیں) اس پر میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی درخت سے رسی لٹکا کر خود کو پھانسی دے لوں۔ اے ابوسعید! رسول اللہ ﷺ کی حدیث کسی اور پر مخفی ہو تو ہو لیکن تم انصار سے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ابوسعید! تم تو حدیث رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہو۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال بانجھ ہوگا، اس کی اولاد نہیں ہوگی، جبکہ میری اولاد مدینہ میں موجود ہے۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نہیں بتلایا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، جبکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس کی باتیں سن کر اسے معذور مان لیتا۔ اتنے میں ابنِ صیاد نے کہا: اللہ کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ دجال کی جائے پیدائش کون سی ہے اور وہ اس وقت کہاں ہے۔

ابوسعید کہتے ہیں: میں نے کہا: تمھارے لیے دن بھر ہلاکت اور بربادی ہو۔[1]

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2927.

ابنِ صیاد کے بارے میں صحیح موقف

ابنِ صیاد مسیح دجال (دجال اکبر) نہیں تھا بلکہ وہ حیلے باز دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ اس کے پاس کہانت تھی اور شیاطین اسے بعض چیزوں کے بارے میں آگاہ کر دیتے تھے۔

قرآنِ کریم میں دجال کا ذکر نہ ہونے میں حکمت

دجال کا فتنہ عظیم ترین فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں اس فتنے کا بہت خوف تھا۔ تمام انبیائے سابقین نے بھی اپنی امتوں کو دجال کے فتنے سے خبردار کیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ہر نماز کے آخر میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی چھوٹی اور بڑی علاماتِ قیامت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر شقِ قمر کا واقعہ ہے، فرمایا:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

''قیامت بہت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔''[1]

اسی طرح یاجوج وماجوج کا نکلنا ہے۔

[1] القمر 1:54.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتّٰٓى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾

''یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''[1]

لیکن اللہ تعالیٰ نے دجال کا نام لے کر وضاحت سے قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

اس کے عدمِ ذکر میں کیا حکمت پنہاں ہے؟

اس بارے میں درج ذیل باتیں کہی گئی ہیں:

- اہلِ علم کا اس سلسلے میں ایک قول یہ ہے کہ درج ذیل آیت کریمہ میں دجال کا ذکر کیا گیا ہے:

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ﴾

''جس روز تمھارے پروردگار کی بعض نشانیاں آ جائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا، اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔''[2]

کیونکہ اس بات کی وضاحت نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ:

[1] الأنبيآء 21:96. [2] الأنعام 6:158.

اَلدَّجَّالُ، وَالدَّابَّةُ، وَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا»

’’جب تین چیزیں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان دار نہ ہوگا: دجال کا نکلنا، خروجِ دابہ اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔‘‘ [1]

❊ دوسرا قول: قرآن مجید میں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے نزول کی طرف اشارہ موجود ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾

’’اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہو گا مگر ان (عیسیٰ) کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔‘‘ [2]

اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○﴾

’’اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہیں تو (اے لوگو!) اس قیامت میں تم ہرگز شک نہ کرو۔‘‘ [3]

اور یہ بات بلاشبہ صحیح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے، لہٰذا قرآن میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آمدہ گفتگو کے سلسلے میں دجال کا ذکر بھی ضمناً آ ہی

[1] صحيح مسلم، الايمان، حديث: 158، وجامع الترمذي، تفسير القرآن، حديث: 3072، وصححه واللفظ له. [2] النسآء 159:4. [3] الزخرف 61:43.

گیا ہے۔

حضرت حذیفہ بن اَسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتّٰى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: اَلدُّخَانُ، وَالدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ...... الحديث»

''دس نشانیاں ظاہر ہونے تک قیامت قائم نہیں ہوگی: دھواں، دجال، جانور کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا......الحدیث۔''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ»

''تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اسے فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا نکلنا اور زمین سے ایک (بڑے) جانور کا نکلنا۔''[2]

سب سے بڑا فتنہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2901 . [2] صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 158.

«مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ» وَ فِي رِوَايَةٍ: «أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ»

''آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامِ قیامت تک دجال سے بڑی کوئی مخلوق نہیں'' اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''دجال سے بڑی کوئی مصیبت نہیں۔'' [1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز لوگوں سے خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثنا بیان فرمائی اور پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا:

«إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلٰكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِّقَوْمِهِ: إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ»

''میں تمھیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمھیں ایک ایسی بات بتا رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی: وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ تو ہرگز ایسا نہیں ہے۔'' [2]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث:2946. [2] صحيح البخاري، الأنبياء، حديث:7127.

«غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَّخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ»

"دجال کے سوا دیگر فتنوں کا مجھے تمھارے بارے میں زیادہ خوف ہے۔ دجال اگر میری موجودگی میں آ گیا تو میں دلیل کے ساتھ مقابلہ کر کے تم سب کی طرف سے اس پر غالب آ جاؤں گا۔ اور اگر وہ میری عدم موجودگی میں آیا تو ہر شخص دلیل کے ساتھ اس پر غالب آنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ میری جگہ ہر مسلم کا خود دفاع کرے گا۔" [1]

خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے واقعات

❋ حضرت نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ»

"تم جزیرۂ عرب میں جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم ایران پر حملہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم روم پر حملہ کرو

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2937.

گے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا، پھر تم دجال سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا (جس جگہ دجال ہوگا اس جگہ پر اور اس کے ساتھیوں پر تمھیں فتح حاصل ہو جائے گی۔)"[1]

* حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَ خَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَّالِ»

"بیت المقدس کے آباد ہونے سے مدینہ کی بربادی شروع ہو جائے گی۔ مدینہ کی بربادی ہوئی تو ایک عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا۔ وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو پھر جلد ہی دجال کا خروج ہوگا۔"[2]

* خروجِ دجال سے قبل مسلمانوں اور رومی عیسائیوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوں گی جن میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔

صحابیِ رسول حضرت ذو مخمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم عیسائیوں کے ساتھ صلح کر لو گے، پھر تم ایک لڑائی کرو گے اور رومی پس پشت تمھارے ساتھ غداری کریں گے۔ تم اس جنگ میں فتح یاب رہو گے، مال غنیمت حاصل کرو گے اور نقصان سے محفوظ رہو گے، پھر تم

---

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2900. [2] سنن أبي داود، الملاحم، حديث: 4294.

میدانِ جنگ سے واپس لوٹو گے حتی کہ تم اور عیسائی ایک ٹیلوں والی سرسبز جگہ پر پڑاؤ ڈالو گے۔ وہاں عیسائیوں میں سے ایک شخص صلیب کو ہوا میں بلند کر کے اعلان کرے گا کہ صلیب غالب آ گئی، صلیب غالب آ گئی۔ اس پر ایک مسلمان کو غصہ آئے گا اور وہ آگے بڑھ کر صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس واقعے سے عیسائی بگڑ جائیں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں۔ بعض رواۃ نے اس روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس وقت مسلمان بھی جوش میں آ جائیں گے اور اپنے ہتھیار سنبھال لیں گے، ایک سخت لڑائی کریں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔'' [1]

ایک دوسری حدیث میں اس واقعہ کی تفصیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ عیسائی ''اعماق'' یا ''دابق'' [2]

---

[1] سنن أبي داود، الملاحم، حديث:4294. [2] دابق کی یہ تاریخی بستی ملک شام (سوریا) کے شہر حلب کی ایک جانب اخترین کے علاقے میں واقع ہے۔ ترکی کی حدود یہاں سے صرف دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ یہ بستی زرعی اجناس، خصوصاً گندم، مسور اور آلو کی کاشت کے لیے مشہور ہے۔ اس بستی کے درمیان سے نہر قویق گزرتی ہے جس کا بہاؤ موسم بہار اور موسم گرما میں بھرپور ہوتا ہے۔ یہ علاقہ تاریخ کے ہر دور میں اہل اسلام کا ایک دفاعی مرکز رہا ہے۔ اسی جگہ وہ عظیم خوں ریز ◂◂

کے مقام پر پڑاؤ نہ ڈالیں۔ عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگ ہوں گے۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوں گے تو عیسائی کہیں گے: تم لوگ ذرا ہٹ جاؤ۔ پہلے ہمیں ان لوگوں سے لڑائی کر لینے دو جو ہم میں سے گرفتار ہو گئے تھے۔ (اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین پہلے بھی متعدد لڑائیاں ہو چکی ہوں گی جن میں مسلمان فتح یاب ہوئے تھے، عیسائیوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا جو بعد میں مسلمان ہوگئے تھے اور اب اسلامی لشکر میں شامل ہو کر عیسائیوں سے جہاد کرنے کے لیے آئے ہوئے ہوں گے) مگر مسلمان کہیں گے: نہیں، اللہ کی قسم!

دابق، شام

ہم اپنے ان بھائیوں سے کبھی الگ نہ ہوں گے۔ لڑائی شروع ہوگی تو مسلم لشکر کا ایک تہائی حصہ میدانِ جنگ سے فرار ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ اس لشکر کے ایک تہائی لوگ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں گے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہوں گے۔ باقی ایک تہائی لشکر لڑائی میں فتح

« لڑائی ہوگی جس کا علامات قیامت میں ذکر آیا ہے۔

حاصل کرے گا۔ یہ لوگ کبھی فتنے میں مبتلا نہیں ہوں گے اور یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ جب وہ اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا کر مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو شیطان ان کے درمیان آ کر آواز لگائے گا کہ لوگو! تمھارے بعد مسیح دجال تمھارے گھروں میں داخل ہو گیا ہے (اس سے شیطان کا مقصد انھیں گھبراہٹ اور خوف میں مبتلا کرنا ہو گا) لشکرِ اسلام کے فوجی وہاں سے نکلیں گے (اور وہ دجال کی طرف متوجہ ہوں گے۔) شیطان کی یہ خبر تو باطل ہو گی مگر جب وہ شام میں پہنچیں گے تو واقعی مسیح دجال کا ظہور ہو چکا ہو گا۔'' [1]

خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے چند دیگر واقعات

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خروجِ دجال سے قبل تین برس بہت سختی اور شدت کے ہوں گے، لوگ ان سالوں میں خوراک کی شدید قلت کا شکار ہوں گے۔ پہلے برس اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے، پھر اگلے برس آسمان کو حکم ہو گا کہ وہ اپنی دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ہو گا کہ وہ اپنی دو تہائی پیداوار روک لے۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی تمام بارش روک لے اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ساری پیداوار روک لے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ آسمان سے پانی کا ایک قطرہ تک نہ گرے گا اور زمین سے کوئی نبات پیدا نہ ہو گی۔ روئے زمین

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث:2897.

پر جتنے بھی سایہ دار درخت ہوں گے تباہ وبرباد ہو جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے گا وہ بچ جائے گا۔" (یعنی ایک قلیل تعداد کے سوا سب درخت مرجھا کر سوکھ جائیں گے)۔ [1]

لوگوں نے سوال کیا، اے اللہ کے رسول! اس صورتِ حال میں لوگوں کا ذریعہ معاش کیا ہوگا؟۔آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ لا إله إلّا اللّٰه، اللّٰه أكبر اور الحمد للّٰه کثرت سے پڑھیں گے اور یہی ذکر ان کے لیے خوراک کا کام دے گا۔"

[1] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث:4077، وفي سنده مقال

چھ مزید واقعات

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”جب اصطخر [1] فتح ہوا تو ایک منادی نے اعلان کیا: خبر دار رہو! دجال ظاہر ہو چکا ہے۔

حضرت صعب بن جثامہ ان سے ملے اور کہا: تم یہ نہ کہتے تو اچھا تھا، میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«لَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهِ، وَ حَتّٰى تَتْرُكَ الْأَئِمَّةُ ذِكْرَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ»

”دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک کہ لوگ اس کے ذکر تک سے

[1] ”اصطخر“ ایران کے قدیم ترین اور مشہور ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ ایرانی بادشاہ یہاں رہا کرتے تھے اور یہاں ان کا خزانہ بھی ہوتا تھا۔

غافل نہ ہو جائیں اور یہاں تک کہ خطیب منبروں پر اس کا ذکر کرنا چھوڑ دیں گے۔"[1]

دجال کی جسمانی علامات

- «قصير أفحج» اس کا قد چھوٹا ہوگا اور پنڈلیوں کے درمیان دوری ہونے کے باعث اس کی چال عیب دار ہوگی۔
- «جعد» اس کے بال نرم اور سیدھے نہ ہوں گے (گھنگریالے ہوں گے)۔
- «جفال الشعر» اس کے بال گھنے ہوں گے۔

- «مطموس العين» بجھی ہوئی آنکھ، پھولے ہوئے انگور کی مانند، یعنی وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔
- «هجان» سفید رنگ والا۔
- «أجلى الجبهة» چوڑی پیشانی والا۔
- «مكتوب بين عينيه: ك ف ر» اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "ک،ف،ر" اسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن اچھی طرح پڑھ لے گا۔

[1] مسند أحمد: 71/4 رواه عبد الله بن أحمد من رواية بقية عن صفوان بن عمرو وهي صحيحة كما قال ابن معين، وبقية رجاله ثقات.

* «عقیم» وہ لا ولد ہوگا، اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔

یہاں پر دجال کی جو نشانیاں بیان ہوئی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ایک پست قد، مضبوط جسم والا اور بڑے سر والا شخص ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ دائیں آنکھ انگور کے دانے کی طرح پھولی ہوئی، جبکہ بائیں آنکھ پر چمڑا آیا ہوا ہوگا۔ بال اس کے گھنے اور گھنگریالے ہوں گے اور جلد کا رنگ سفید ہوگا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''ک، ف، ر'' لکھا ہوگا۔

دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ، يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ [1] يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ» [2]

''دجال مشرق میں ایک ایسی جگہ سے خروج کرے گا جسے خراسان کہا جائے گا اور اس کی پیروی ایسے لوگ کریں گے جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔'' [3]

[1] خراسان ایران کا ایک بڑا صوبہ ہے۔

دجال کا ابتدائی ظہور اور شہرت شام اور عراق کے درمیان ہوگی۔ واللہ اعلم

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں فرمایا:

«إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ»

''وہ شام اور عراق کے درمیان ایک مقام سے ظاہر ہوگا۔'' [1]

جساسہ کا قصہ اور دجال

عامر بن شراحیل شعبی کہتے ہیں کہ انھوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا:

مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، اسے اللہ کے رسول کے سوا کسی اور کی طرف منسوب نہ کیجیے گا۔ انھوں نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گی۔ عامر نے کہا: تو ٹھیک ہے، سنائیے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا گویا ہوئیں: ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز سنی، وہ اعلان کر رہا تھا: لوگو! نماز کھڑی ہونے والی ہے۔ یہ سن کر میں سوئے مسجد چل پڑی

---

[2] المجن کے معنی ڈھال ہیں۔ ان کے چہروں کو ڈھال سے تشبیہ اس لیے دی گئی کہ وہ ڈھال کی مانند چوڑے اور گول ہوں گے۔ المطرقۃ یعنی چمڑے سے منڈھی ہوئی ڈھال، یہ اس لیے فرمایا کہ ان کے چہروں پر گوشت بہت ہوگا اور وہ موٹے چہروں والے ہوں گے۔ یہی نشانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج وماجوج کی بھی بتلائی ہے۔

[3] مسند أحمد: 4/1، وجامع الترمذي، الفتن، حديث: 2237، وصححه الألباني في صحيح الترمذي. [1] صحيح مسلم، الفتن، وأشراط الساعة، حديث: 2937.

اور اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے بالکل پیچھے تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ تبسم فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آج میں نے تمھیں مسجد میں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے تم لوگوں کو کسی رغبت دلانے یا ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ میں نے تمھیں اس لیے بلایا ہے کہ (تمھیں ایک اہم واقعہ بتلاؤں کہ) تمیم داری جو کہ نصرانی تھے میرے ہاں آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئے۔ انھوں نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے جو میری ان احادیث کے موافق ہے جو میں تم لوگوں سے مسیح دجال کے بارے میں بیان کرتا رہا ہوں۔ تمیم داری نے مجھے بتایا کہ وہ قبیلۂ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس لوگوں کے ہمراہ بحری جہاز میں محوِ سفر تھے کہ پانی کی بپھری ہوئی موجوں نے ان کے جہاز کو راستے سے بھٹکا دیا۔ وہ ایک ماہ تک سمندر میں بھٹکنے کے بعد ایک جزیرے کے قریب جا نکلے اور غروبِ آفتاب کے وقت جہاز کو جزیرے کے قریب لے گئے، پھر چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے تک پہنچے اور پھر اس میں داخل ہو گئے۔ وہاں انھیں گھنے اور موٹے بالوں والا ایک جانور دکھائی دیا۔ بالوں کی کثرت کے باعث پتہ نہ چلتا تھا کہ اس کی اگلی جانب کون سی ہے اور پچھلی جانب کون سی ہے۔

انھوں نے تعجب سے کہا: تیرا ستیاناس! تو کیا چیز ہے؟

اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔

انھوں نے کہا: جساسہ کیا ہوتی ہے؟

اس نے کہا: تم لوگ اس شخص کے پاس جاؤ جو الگ تھلگ ایک دور جگہ میں رہتا ہے وہ تمھارے بارے میں جاننے کا بہت خواہشمند ہے۔

اس جساسہ نے جب اپنا نام لیا تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ یہ (جساسہ) کہیں کوئی شیطان نہ ہو۔ ہم جلدی سے اس خانقاہ کی طرف چل پڑے۔ جب ہم اس میں داخل ہوئے تو ہم نے ایک عظیم الجثہ انسان دیکھا جو بہت مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے اور گھٹنوں سے ٹخنوں تک وہ لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔

ہم نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو! تو کون ہے؟

اس نے کہا: تم لوگ میرے بارے میں جاننے میں کامیاب ہوگئے! پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟

ہم نے کہا: ہم عرب ہیں۔ ہم ایک بحری جہاز میں سوار تھے کہ سمندر کی طوفانی بپھری لہروں نے ہمیں دربدر کر دیا، بالآخر ہمیں اس جزیرے میں پہنچا دیا۔ ہم ایک کشتی میں بیٹھ کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ یہاں ہمیں وہ جانور ملا جس کے جسم پر بے حد بال ہیں اس کی اگلی اور پچھلی جانب میں تمیز کرنا مشکل ہے۔

ہم نے اس سے پوچھا: تیرے لیے تباہی وبربادی ہو! تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔

ہم نے کہا: جساسہ کون ہے؟

اس نے کہا: تم لوگ اس بڑے محل کی خانقاہ میں جاؤ۔ وہاں جو شخص ہے وہ تمھاری خبر کا بہت شائق ہے۔ ہم تیزی سے تمھاری جانب آئے ہیں۔ ہم اس جانور سے بھی خائف ہیں کہ کہیں وہ کوئی شیطان ہی نہ ہو۔

بیسان کی آبشاریں

اس نے کہا: مجھے ''بیسان'' [1] کے کھجوروں کے باغات کے بارے میں کچھ بتلاؤ۔

[1] ''بیسان'' فلسطین کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جو نہر جالوت کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔

ہم نے کہا: تم اس شہر کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: مجھے یہ بتاؤ! کیا اس کے درخت پھل دے رہے ہیں؟

ہم نے کہا: دیتے ہیں۔

اس نے کہا: قریب ہے کہ اس کے درخت پھل دینا بند کردیں گے۔

اس نے کہا: مجھے ''بحیرۂ طبریہ'' [1] کے بارے میں بتاؤ؟

ہم نے کہا: تم اس کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: کیا اس میں پانی موجود ہے؟

انھوں نے کہا: اس میں بہت پانی ہے۔

اس نے کہا: عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔

اس نے کہا: مجھے ''زُغر'' [2] کے چشمے کے بارے میں بتلاؤ؟

بحیرۂ طبریہ کی فضائی تصویر

[1] یہ اردن اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔

[2] ''زُغر'' اُردن میں بحیرۂ مردار کے کنارے پر واقع ایک بستی ہے۔ علامہ ابن اثیر کہتے ہیں: ''زُغر'' شام میں بلقاء کی سرزمین پر ایک چشمے کا نام ہے۔ دیکھیے: (النھایۃ: 304/2) بعض اہل علم بحیرۂ مردار کو ''بحیرۂ زغر'' قرار دیتے ہیں۔

انھوں نے کہا: تم اس کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: کیا اس چشمے میں پانی موجود ہے اور کیا اس کے باشندے اس پانی سے کاشت کاری کرتے ہیں؟

ہم نے کہا: ہاں، اس چشمے میں بہت پانی ہے اور اس کے باشندے اس سے کاشت کاری بھی کرتے ہیں؟

اس نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ ان پڑھوں (امیین) کے نبی کا کیا حال ہے؟

انھوں نے کہا: وہ مکہ سے ہجرت کر چکے ہیں اور مدینہ میں قیام پذیر ہیں۔

اس نے کہا: کیا عربوں نے اس سے لڑائی کی ہے؟

ہم نے کہا: ہاں! کی ہے۔

اس نے کہا: پھر نتیجہ کیا رہا؟

ہم نے اسے خبر دی کہ وہ اردگرد کے تمام عربوں پر غالب آ گئے ہیں اور ان سب نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

بحیرہ طبریہ (گلیلی)
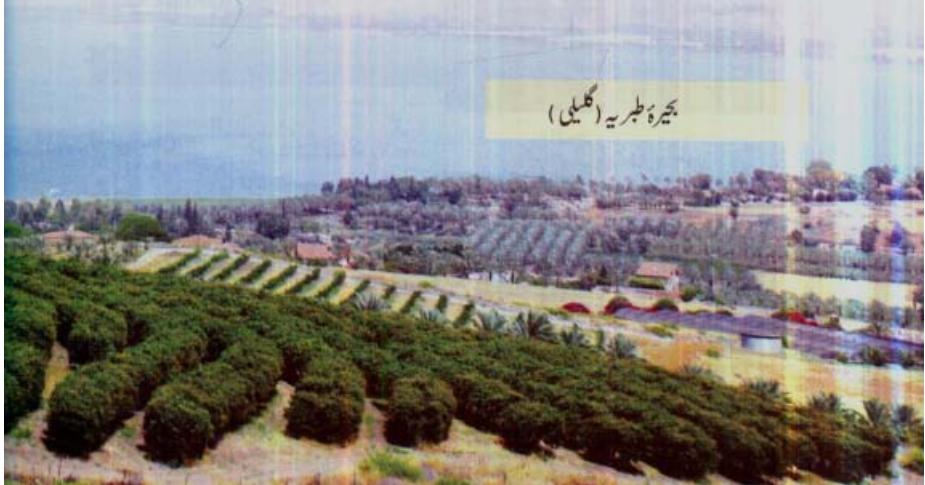
اس نے کہا: کیا یہ سب ہو چکا؟

ہم نے کہا: بالکل۔

اس نے کہا: یہی ان کے لیے بہتر ہے کہ اس (نبی) کی اطاعت کرلیں۔ اب میں تمھیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح (دجال) ہوں۔ عنقریب مجھے کسی وقت خروج کا اذن مل جائے گا۔ میں نکلوں گا اور ساری زمین کے ہر شہر کا چالیس روز میں چکر لگا لوں گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ یہ دو شہر مجھ پر حرام کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے کسی شہر میں بھی اگر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو میرا سامنا ایک فرشتے سے ہوگا جو ننگی تلوار سونت کر میری راہ میں کھڑا ہوگا۔ وہ مجھے ان شہروں میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام راستوں اور شاہراہوں پر بھی فرشتے متعین ہوں گے۔ جو اس کی حفاظت کریں گے۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا منبر پر مارا اور فرمایا: ''یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے'' یعنی مدینہ منورہ، پھر آپ نے فرمایا:'' کیا یہ

بات میں تم سے پہلے ہی بیان نہیں کر چکا؟“

لوگوں نے کہا: جی ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمیم داری کی بات اچھی لگی کیونکہ وہ میری اس بات کے مطابق تھی جو میں دجال کے بارے میں اور مکہ و مدینہ کے متعلق تم سے بیان کیا کرتا ہوں۔ خبردار رہو! دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے۔ وہ مشرق کی جانب ہے۔ وہ مشرق کی جانب ہے۔“ اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔[1]

حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں: میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سنی اور یاد رکھی ہے۔[2]

میں نے مسیح دجال کے بارے میں لکھنے والے بعض مؤلفین کی کتب میں پڑھا ہے کہ انھوں نے مسیح دجال کی موجودگی کی جگہ اور برمودا مثلث (The Bermuda Triangle) کے درمیان ربط قائم کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ برمودا مثلث کی حقیقت آج تک ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر منکشف نہیں ہو سکا۔

---

[1] مدینۃ الرسول ﷺ سے مشرق کی جانب عراق اور ایران واقع ہیں۔ [2] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2942.

برمودا مثلث کی حقیقت اور اس کا مسیح دجال سے تعلق

برمودا مثلث کے بارے میں گفتگو بے ہودہ حکایات اور فرضی واقعات کی طرح ہے۔

جغرافیائی محل وقوع

برمودا مثلث بحرِ اوقیانوس کے مغرب اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست فلوریڈا کے جنوب مشرقی جانب ہے۔ اس علاقے کی شکل مثلث ہے۔ یہ مغرب کی طرف خلیج میکسیکو سے شروع ہو کر جنوب میں جزیرۂ لیورڈ (ویسٹ انڈیز) تک، پھر شمال میں برمودا (تین سو چھوٹے جزیروں کا مجموعہ جن کی آبادی پینسٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے) تک اور پھر خلیج میکسیکو اور جزائر بہاماز تک پھیلا ہوا ہے۔

نقشے میں خراسان کا مقام دکھایا گیا ہے جہاں دجال کا ظہور ہوگا اور مغرب میں برمودہ ٹرائی اینگل کا مقام جہاں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دجال اس وقت موجود ہے

جزائرِ برمودا میں مقامِ مزاحمت

بحرِ اوقیانوس کے شمال مغرب میں ایک خاص مقام ہے جو ''بحیرۂ سرگاسو'' (Sargasso Sea) کہلاتا ہے۔اس کے پانیوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ان میں سمندری نباتات کی ایک مخصوص قسم پائی جاتی ہے جسے ''سرگاسم'' کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی مقدار میں گول شکل میں پانیوں پر تیرتی رہتی ہے اور بحری جہازوں کے آگے رکاوٹ بن کر ان کی آمد و رفت کو مشکل بنا دیتی ہے۔

''بحیرۂ سرگاسو'' اپنی مکمل اور پرسکون خاموشی کے باعث مشہور ہے۔اس میں ہوا کی موجیں اور سمندری طوفان شاذ و نادر ہی آتے ہیں۔ اس کو ''دہشت ناک سمندر'' اور ''اوقیانوس کا قبرستان'' بھی کہا جاتا ہے۔بعض تحقیقی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس سمندر کی تہہ میں بہت سے بحری جہاز، کشتیاں اور آبدوزیں موجود ہیں جو مختلف زمانوں میں اس میں غرقِ آب ہوتی رہیں۔

جزائر برمودا میں گمشدگی کا نقطۂ آغاز

1850ء اس مخصوص جگہ یا اس کے قرب وجوار میں قریباً پچاس بحری جہاز لاپتہ ہو گئے، البتہ ان میں سے بعض جہازوں کے کپتان آخری لمحات میں خطرے کا ادراک ہونے پر پیغامات ارسال کرنے میں کامیاب

رہے مگر یہ اس قدر مبہم اور غیر واضح تھے کہ انھیں کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔

ان گم ہو جانے والے جہازوں اور آبدوزوں کی اکثریت ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے تعلق رکھتی تھی۔ سب سے پہلے جو جہاز لا پتہ ہوا اس کا نام ''انسرجنٹ'' (Insurgent) تھا۔ اس پر 340 افراد سوار تھے۔ اس کے بعد ایک آبدوز لا پتہ ہوگئی جس کا نام ''اسکورپین'' (Scorpion) تھا۔ اس پر دریاؤں اور سمندروں میں کام کرنے والے 99 افراد سوار تھے۔
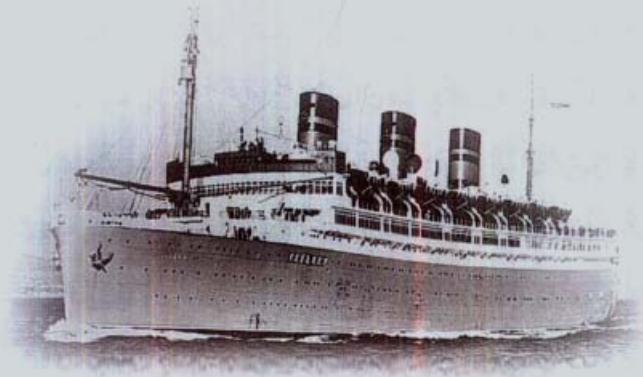
طیاروں کی گمشدگی کے واقعات

گمشدگی کا یہ سلسلہ بحرِ اوقیانوس کی فضاؤں تک بھی جا پہنچا۔ جیسے ہی کوئی طیارہ بحرِ اوقیانوس خصوصاً جزائر برمودا کی فضائی حدود میں داخل ہوتا لا پتہ ہو جاتا۔

1945ء میں امریکی ریاست ''فلوریڈا'' (Florida) کے نیول ائربیس سے پانچ بمبار لڑاکا طیارے معمول کی تربیتی پرواز پر روانہ ہوئے۔ یہ پانچوں طیارے ایک

ساتھ مثلث شکل میں اڑان بھرتے جا رہے تھے اور ایک غرق شدہ بحری جہاز کے سطحِ سمندر پر تیرتے ہوئے ملبے کی طرف جانا چاہتے تھے۔ ائربیس کا عملہ ان طیاروں کی جانب سے کسی ایسے پیغام کا منتظر تھا جس میں ان کے پائلٹوں کو یہ بتانا تھا کہ وہ کس جگہ اور کس طریقے سے اُتریں گے کہ اچانک ان کو گروپ کمانڈر کی طرف سے ایک عجیب وغریب پیغام ملا۔ گروپ کمانڈر چارلس ٹیلر (Charles Taylor) نے ائربیس کنٹرول ٹاور کو یہ پیغام ارسال کیا:

"ہم اس وقت ایمرجنسی کی حالت میں ہیں۔ ہم اپنا روٹ مکمل طور پر کھو چکے ہیں۔ میں زمین کو دیکھنے سے قاصر ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت ہم کہاں ہیں۔ ہم فضا میں گم ہو چکے ہیں۔ یہاں ہر چیز عجیب وغریب اور تشویش انگیز ہے۔ میں کسی سمت کا تعین بھی نہیں کر سکتا حتی کہ میرے سامنے جو سمندر ہے وہ بھی عجیب اور نامانوس سا ہے اور میں اس کی تعیین بھی نہیں کر سکتا کہ یہ کون سا سمندر ہے۔ اس کے فوراً بعد کنٹرول ٹاور سے فضائی بیڑے کا ہر قسم کا رابطہ منقطع ہو گیا۔

اس کے بعد بھی کئی ایک طیارے اس جگہ گم ہوئے۔

اس مثلث کی گتھی سلجھانے کے لیے بعض تشریحات:

زلزلوں کا نظریہ اور مثلث برمودا پر وقوع پذیر ہونے والے حوادث سے اس کا تعلق:
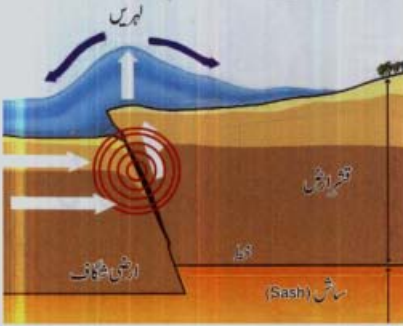
اس نظریے کے مطابق کہ سمندر کی تہہ میں واقع ہونے والے زمینی زلزلوں اور جھٹکوں کے باعث سمندر کی موجوں میں شدید طوفانی اور ہنگامی نوعیت کی لہریں پیدا ہوتی ہیں جو بحری جہازوں کو ڈبو دیتی ہیں۔ اور انھیں آناً فاناً پوری قوت سے سمندر کی گہرائی کی طرف کھینچتی ہیں۔ جہاں تک فضا میں اڑنے والے طیاروں کا تعلق ہے، ان جھٹکوں اور موجوں کی وجہ سے فضا میں بھی کچھ ایسی ہوائی لہریں پیدا ہوتی ہیں جن سے طیاروں کا توازن خراب ہو جاتا ہے اور پائلٹ کا طیارے پر کنٹرول برقرار نہیں رہتا۔
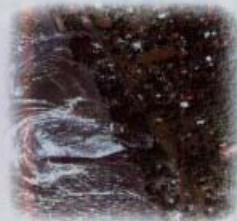
2004ء میں انڈونیشیا اور ہمسایہ ریاستوں کے ساتھ ٹکرانے والا سونامی جو کہ زیر بحر آنے والے زلزلے کا نتیجہ تھا۔

کشش ثقل کا نظریہ اور جزائر برمودا میں ہونے والے واقعات سے اس کا تعلق

جزائر برمودا کے اوپر سے گزرتے وقت طیارے میں موجود قطب نما اور دیگر آلات عجیب وغریب شکل میں حرکت کرنے لگتے ہیں۔ یہی صورت حال بحری جہاز کے کپتان کو بھی پیش آتی ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ وہاں ایک شدید مقناطیسی قوت یا جذب کی ایک شدید اور عجیب وغریب طاقت موجود ہے۔

خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے واقعات

عربوں کی قلت

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ. قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ قَلِيلٌ»

''لوگ دجال سے ڈر کر پہاڑوں کی طرف بھاگ جائیں گے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔'' [1]

شدید لڑائی اور فتح قسطنطنیہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَّالِ»

''بیت المقدس کی آبادی دراصل مدینہ کی بربادی ہوگی۔ مدینہ کی بربادی ہوئی تو ایک عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا۔ وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہوگیا تو پھر جلد ہی دجال ظاہر ہو جائے گا۔'' [2]

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2945. [2] مسند أحمد: 232/5، وسنن أبي داود، الملاحم، حديث: 4294.

فتوحات

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم لوگ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کے ایک سفر پر نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مغرب کی جانب سے ایک قوم آئی، ان کے بدن پر اون کے کپڑے تھے۔ ان کی ملاقات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ٹیلے پر ہوئی۔ وہ کھڑے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ مجھے خیال آیا کہ مجھے جا کر ان کے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کھڑے ہونا چاہیے، مبادا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کر دیں، پھر میں نے کہا کہ شاید اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کوئی خفیہ بات چیت کر رہے ہوں۔ بہر حال میں آیا اور ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سیکھیں جنھیں میں انگلیوں پر گن سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ»

”تم جزیرۂ عرب میں جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم ایران پر حملہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم روم پر حملہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا، پھر تم دجال پر حملہ کرو گے تو

اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا۔" [1] یعنی جس جگہ دجال لڑے گا اس جگہ پر اور اس کے ساتھیوں پر تمھیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

بارش اور پیداوار کا رک جانا

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خروجِ دجال سے قبل کے تین برس بہت سخت ہوں گے۔ لوگ ان سالوں میں شدید بھوک میں مبتلا ہوں گے۔ پہلے برس اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے، پھر دوسرے برس آسمان کو حکم ہو گا کہ وہ اپنی دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ہو گا کہ وہ اپنی دو تہائی پیداوار روک لے۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی تمام بارش روک لے تو اس سے بارش کا ایک قطرہ بھی نہ گرے گا اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی کل پیداوار

[1] صحیح مسلم، الفتن و أشراط الساعة، حدیث:2900.

روک لے تو زمین سے کوئی سبز چیز پیدا نہ ہوگی۔ روئے زمین پر جو بھی کھُر والا جانور (گائے، بھینس، بکری وغیرہ) ہوگا ہلاک ہو جائے گا مگر جسے اللہ چاہے گا بچالے گا۔" [1]

فتنوں کی کثرت (فتنۂ احلاس، فتنۂ سرّاء، فتنۂ دُہیماء) اور لوگوں کا باہمی اختلاف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا:

«ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ، دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي، وَلَيْسَ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُونَ۔ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ، لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فَإِذَا قِيلَ: انْقَضَتْ تَمَادَتْ؛ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتّٰى يَصِيرَ النَّاسُ إِلٰى فُسْطَاطَيْنِ -أَيْ قِسْمَيْنِ- فُسْطَاطُ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ، وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ»

---

[1] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4077، وفي سنده مقال، وله شاهد من حديث أسماء بنت يزيد الأنصارية عند أحمد وأبي داود.

"پھر خوشحالی کا فتنہ ظاہر ہوگا جو ایک ایسے شخص کے قدموں سے اٹھے گا جو میرے اہل بیت سے ہوگا۔ وہ خود کو میرے خاندان میں خیال کرے گا مگر درحقیقت اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا کیونکہ میرے دوست تو فقط متقی ہیں، پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو ایسے ہوگا جیسے پسلی پر سرین (لوگ ایک ایسے شخص کو اپنا بادشاہ بنانے پر متفق ہو جائیں گے جو اپنی جہالت کے باعث بادشاہت کے لیے کسی صورت موزوں نہ ہوگا اور نہ وہ امور و معاملات پر قابو پانے کی اہلیت رکھتا ہوگا۔ جس طرح کہ ایک پسلی بڑی بھاری سرین کا وزن برداشت نہیں کر سکتی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد ایک بہت ہولناک فتنہ شروع ہوگا، اس فتنے کا اثر اور ضرر میری امت کے ہر شخص کو پہنچے گا، کوئی بھی اس سے محفوظ نہ رہے گا۔ جب بھی کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا ہے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائے گا۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا حتی کہ لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک ایمان والے جو نفاق سے یکسر پاک ہوں گے اور دوسرے نفاق والے جو ایمان سے یکسر خالی ہوں گے۔ جب یہ حالات ہو جائیں تو اس وقت دجال کا انتظار کرنا، اسی روز آجائے یا اگلے روز ظاہر ہو جائے۔"[1]

[1] سنن أبي داود، الفتن والملاحم، حديث:4242.

تیس دجالوں اور کذابوں کا خروج

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا، آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى»

''اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس جھوٹے ظاہر نہ ہو جائیں۔ ان میں سب سے آخری کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ ممسوح (مٹی ہوئی) ہوگی۔'' [1]

دجال کیسے ظاہر ہوگا؟

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی دجال اور جساسہ والی حدیث میں گزر چکا ہے کہ دجال اس وقت ایک سمندری جزیرے میں قید ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں زندہ تھا۔ وہ ایک عظیم الجثہ شخص ہے۔ تمیم داری اور ان کے تیس ساتھیوں نے اسے دیکھا کہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ان کے اور دجال کے درمیان گفتگو بھی ہوئی۔ اس نے انھیں بتایا کہ وہ دجال ہے۔ اور عنقریب شدید غصے کے عالم میں اس کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی اور وہ اپنی قید سے باہر آجائے گا۔ [2]

اس کے خروج کا سبب

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک راستے پر

---

[1] مسند أحمد: 16/5. [2] اس کی تفصیل ابھی گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

ابنِ صائد [1] سے ملا۔ میں نے اس سے ایک ایسی بات کہی جس سے وہ غصے میں آ کر اس قدر پھول گیا کہ اس کے وجود سے سارا راستہ بھر گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں داخل ہوئے تو ابنِ عمر کی طرف سے ابن صائد کو غصہ دلانے کی خبر انھیں مل چکی تھی۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے اسے غصہ کیوں دلایا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

«إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا»

''دجال صرف اس وقت اپنی قید سے نکل پائے گا جب اسے شدید غصہ آئے گا۔'' [2]

زمین پر اس کی رفتار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: دجال کی زمین پر رفتار کیا ہوگی؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ»

''وہ اس بارش کی طرح ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو۔'' [3]

مطلب یہ ہے کہ وہ بہت تیزی سے زمین کے ہر حصے میں پہنچ جائے گا اور پوری زمین پر گھومے گا۔

[1] یعنی ابن صیاد، اس کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ [2] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2932. [3] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2937.
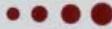
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”دجال اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں دین کی کمی ہوگی اور علم ختم ہو چکا ہوگا۔ وہ زمین میں چالیس روز تک پھرے گا۔ ان میں سے ایک دن ایک سال کی طرح، ایک دن ایک مہینے کی طرح اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ بعدازیں باقی ایام تمھارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کے پاس ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ وہ لوگوں کے پاس آکر کہے گا: میں تمھارا رب ہوں، حالانکہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور تمھارا رب ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک، ف، ر“ لکھا ہوا ہوگا۔ ہر مومن اسے پڑھ لے گا چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو۔ وہ ہر پانی اور چشمے کے پاس سے گزرے گا مگر مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہروں کو اس پر حرام کر دیا ہے اور فرشتے ان شہروں کے دروازوں پر پہرہ دیں گے۔“ [1]
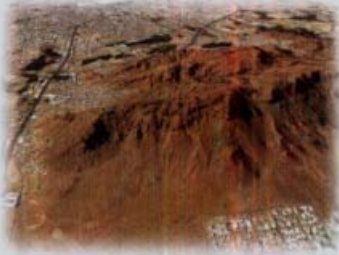
احد پہاڑ کا فضائی منظر

[1] مسند أحمد: 4/181، و المستدرك للحاكم: 4/538، وصححه، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: رواه أحمد بإسنادين رجال أحدهما رجال الصحيح.

وہ مقامات جہاں دجال آئے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ»

''مکہ اور مدینہ کے سوا دجال دنیا کے ہر ملک کو تاراج کرے گا۔''[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ»

''مدینہ کے دروازوں پر فرشتے متعین ہیں، اس میں نہ تو طاعون کا مرض

[1] صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث: 1881، وصحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث:2943.

داخل ہو سکے گا اور نہ ہی دجال۔"[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مسیح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا۔ اس کا ارادہ مدینہ میں داخل ہونے کا ہوگا مگر جب جبل احد کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کے آگے آجائیں گے اور اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں جا مرے گا۔"[2]

ایک دوسری روایت میں ہے جو محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"نجات کا دن! اور کیا ہے نجات کا دن؟" "نجات کا دن! اور کیا ہے نجات کا دن؟" "نجات کا دن! اور کیا ہے نجات کا دن؟" آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ آپ سے پوچھا گیا: نجات کے دن سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دجال آئے گا، وہ جبلِ احد پر چڑھ کر مدینہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا: کیا تمھیں یہ سفید محل نظر آرہا ہے؟ یہ احمد کی مسجد ہے، پھر جب مدینہ کی طرف آئے گا تو ہر راستے پر ایک فرشتے کو مستعد پائے گا جو ننگی تلوار سونت کر کھڑا ہوگا، چنانچہ وہ شام کی جانب جُرُف کے مقام پر ایک شور دار زمین پر جا ٹھہرے گا اور وہاں اپنا خیمہ لگائے گا۔ اس کے بعد مدینہ تین دفعہ لرز اٹھے گا جس کے اثر سے تمام فاسق ومنافق مرد اور عورتیں مدینہ کو چھوڑ کر دجال کی

---

1 صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7133، وصحيح مسلم، الحج، حديث: 1379.

2 صحيح مسلم، الحج، حديث: 1380، ومسند أحمد: 457/2.

مسجد نبوی کا فضائی منظر جس میں وہ قصر ابیض کی طرح نظر آ رہی ہے۔

طرف نکل آئیں گے، یہی یوم نجات ہوگا۔“ [1]

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«وَ إِنَّهُ لَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا وَطِئَهُ وَظَهَرَ عَلَيْهِ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، لَا يَأْتِيهِمَا مِنْ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا إِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالسُّيُوفِ صَلْتَةً»

”دجال مکہ اور مدینہ کے سوا ہر شہر کو پامال کرے گا اور اپنا تسلط جمائے گا کیونکہ ان دونوں شہروں کے ہر راستے پر تلواریں سونتے ہوئے فرشتے ان کی حفاظت کریں گے۔“

«حَتّٰى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الْأَحْمَرِ عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ، فَتَرْجُفُ

[1] مسند أحمد:338/4، وبعضه في الصحيحين.

الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَ لَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ»

”پھر دجال سرخ ٹیلے کے پاس جہاں شوریلی زمین ختم ہو جاتی ہے، پڑاؤ ڈالے گا۔ سرزمینِ مدینہ اپنے باسیوں کو تین جھٹکے دے گی جس کی وجہ سے ہر منافق مرد اور منافق عورت مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس آ جائیں گے۔“ [1]

ایک روایت کے الفاظ ہیں «فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْجُرُفِ فَيَضْرِبُ رُوَاقَهُ» ”(جب وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا تو) ”جرف“ کے مقام پر شوریلی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا اور وہاں خیمے نصب کرے گا۔“ [2]

«السَّبَخة» نمک والی شور دار زمین کو کہا جاتا ہے۔ مدینہ کی زمین بالعموم ایسی ہی ہے لیکن شمالی جانب کی زمین بہت شوریلی ہے۔

«الجُرُف» یہ مدینہ کا ایک نواحی مقام ہے جو مدینہ کی شمالی جانب تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جرف ، محجة الشام اور صاصین (منطقہ برکہ کی جانب ایک مقام) کے درمیان واقع ہے۔ محجة الشام مل میں هیس کو کہتے ہیں جو شام کے حجاجِ کرام کا راستہ ہے۔ یہ راستہ مخیض ایک پہاڑ کا نام) سے غرابات اور غراب الضائلة (اسے جبل حبشی بھی کہتے ہیں) کی طرف آتا ہے۔ جرف کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جسے آج کل ”ازہری محلہ“ کہا جاتا

[1] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4077. [2] صحيح مسلم، الفتن و أشراط الساعة، حديث: 2943.

ہے۔ لیکن جو احادیث ہم نے بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جرف مرّ قناة تک پھیلا ہوا ہے۔

قناة وادیِ حمض کو کہا جاتا ہے اور یہ سیلابی پانی کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ ''تبع یمانی'' نے جب اپنے گھر سے پانی کی نالی کو دیکھا تو اس نے اس سارے علاقے کو جرف الأرض کے نام سے موسوم کر دیا تھا۔

سابقہ تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال جبلِ احد کے پیچھے شوریلی زمین میں اترے گا۔ وہ اپنا خیمہ یا قبہ جبل ثور کے شمال میں ''صادقیہ'' میں لگائے گا۔ اس علاقے میں چھوٹی چھوٹی سرخ پہاڑیاں ہیں جو دیکھنے والوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث یاد دلاتی ہیں۔

تمیم داری کے ساتھ جساسہ اور دجال کے قصہ میں ہے کہ

دجال نے تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: قریب ہے کہ مجھے کسی وقت خروج کا اذن مل جائے۔ میں نکلوں گا اور پوری زمین کا چکر لگاؤں گا۔ مکہ مدینہ کے سوا دنیا کی تمام بستیوں کا چالیس راتوں میں دورہ مکمل کر لوں گا۔ کیونکہ یہ دو شہر مجھ پر حرام کر دیے گئے ہیں۔ میں جب بھی ان میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو میرے سامنے ایک ایسا فرشتہ آ جائے گا جس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار ہوگی، وہ مجھے ان شہروں میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام راستوں اور شاہراہوں پر بھی فرشتے متعین ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔ [1]

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث:2942.
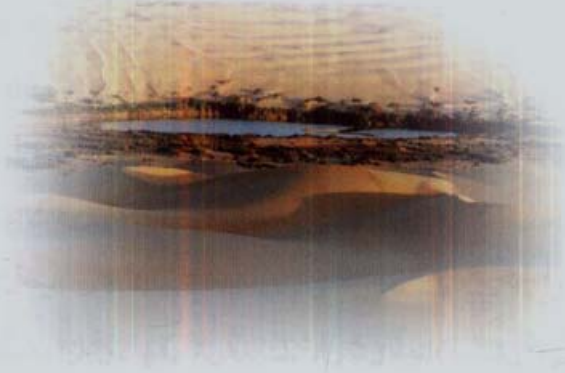
دجال کے فتنے

آگ اور پانی

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ»

''اس کے ساتھ جنت اور آگ بھی ہوگی۔ اس کی آگ اصل میں جنت ہوگی اور اس کی جنت حقیقت میں آگ ہوگی۔'' [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

«إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ»

''اس کے ہمراہ پانی اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ اصل میں ٹھنڈا پانی

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث:2934.

ہوگا اور اس کا پانی درحقیقت آگ ہوگی۔"[1]

آپ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا کیا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو بہتی ہوئی نہریں ہوں گی، آنکھ سے دیکھنے میں ایک سفید پانی اور دوسری بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ اگر کوئی اسے پالے تو وہ اس نہر پر جائے جسے وہ آگ دیکھ رہا ہو۔"

ایک روایت میں ہے:

"جو کوئی اس کی آگ کو دیکھے وہ اس کی طرف جائے اور آنکھیں بند کرکے اپنا سر جھکا کر اس آگ میں ڈال دے اور اس میں سے پینا شروع کردے کیونکہ وہ آگ نہیں بلکہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔"[2]

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

لوگوں کو جو پانی نظر آئے گا وہ دراصل جلانے والی آگ ہوگی اور لوگوں کو جو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تم میں سے جو کوئی دجال کو پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی آگ میں کود جائے کیونکہ وہ میٹھا اور عمدہ پانی ہوگا۔"[3]

---

[1] صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7130، وصحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2934. [2] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2934. [3] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2934.

جمادات وحیوانات پر اثر

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور انھیں اپنی طرف بلائے گا، وہ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ پھر دجال آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانا شروع کر دے گا۔ زمین کو حکم کرے گا تو وہ پیداوار دینا شروع کر دے گی۔ ان کی بھیڑ بکریاں جو چرنے کے لیے نکلی ہوں گی وہ اس حال میں واپس آئیں گی کہ ان کے بال پہلے سے لمبے، تھن دودھ سے لبریز، پیٹ بھرے اور باہر کو نکلے ہوئے ہوں گے۔ ان کے بعد دجال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا، انھیں اپنی دعوت دے گا مگر وہ اس کا انکار کر دیں گے، وہ ان کے پاس سے چلا آئے گا۔ وہ لوگ جب صبح کے وقت اٹھ کر اپنی کھیتیوں کو دیکھیں گے تو وہ بنجر ہو چکی ہوں گی اور ان کی فصلیں برباد ہو چکی ہوں گی، پھر دجال کا گزر ایک بنجر زمین کے پاس سے ہو گا۔ وہ اس زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکالو تو زمین سے خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح جمع ہو

کر اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔[1]

ایک اور فتنہ

وہ ایک دیہاتی سے کہے گا: اگر میں تمھارے فوت شدہ ماں باپ کو زندہ کردوں تو مجھے رب مان لو گے؟ وہ کہے گا: ہاں، چنانچہ دو شیطان اس کے ماں باپ کی شکل میں سامنے آجائیں گے اور اعرابی سے کہیں گے: ہمارے پیارے بیٹے! اس کی اتباع کرو، یہی تمھارا رب ہے۔[2]

ایک اور فتنہ

وہ ایک ایسے نوجوان کو بلائے گا جو اپنی بھرپور جوانی میں ہوگا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا، پھر لوگوں سے کہے گا: میرے اس بندے کو دیکھو، اسے میں ابھی زندہ کروں گا لیکن یہ پھر بھی میرے سوا کسی اور کو رب مانے گا۔ دجال اس شخص سے کہے گا: اٹھو، زندہ ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ کھڑا ہو

[1] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2937. [2] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4077، وصحيح الجامع للألباني: 1300/2، حديث: 7875.

جائے گا۔ درحقیقت اسے اللہ نے زندہ کیا ہوگا نہ کہ دجال نے۔ مگر دجال کے زعم میں اس نے اسے زندہ کیا ہوگا اور اس مقتول نوجوان کے دونوں ٹکڑے آپس میں جڑ گئے ہوں گے، پھر یہ خبیث کہے گا: بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے۔ تو اللہ کا دشمن ہے۔ تو دجال ہے۔ [1]

دجال کے سلسلے میں بعض غلط عقائد

یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے کہ اس کے ساتھ روٹی اور کھانے کا ایک پہاڑ ہوگا جبکہ اس وقت دنیا میں قحط اور فاقہ کشی کا عالم ہوگا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''دجال کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا میں نے پوچھا، کسی اور نے نہ پوچھا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''میرے بچے! تجھے دجال سے کیا خوف وخطرہ ہے؟ وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کی: لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ»

''وہ اللہ کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ بے وقعت ہے۔'' [2]

---

[1] اس نوجوان کا قصہ تفصیل سے آگے چل کر ''دجال سے بچاؤ کے طریقے'' میں آئے گا۔

[2] صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7122، وصحيح مسلم، كتاب الآداب، حديث: 2152.

دجال کے پیروکار

اس میں شک نہیں کہ دجال کے پاس بہت سی طاقتیں اور بہت سے فتنے ہوں گے۔ وہ لوگوں کو راہ راست سے بھٹکانے اور اپنے پیچھے لگانے کے لیے مختلف اسلوب استعمال کرے گا۔ وہ خود کو لوگوں کا رب سمجھے گا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ اس کی ان باتوں سے بہت سے لوگ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ وہ اس سے فوائد حاصل کرنے اور اس کی سزا سے بچنے کی خاطر یا پھر اسلام اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے اس کی پیروی کریں گے۔ ان میں درج ذیل لوگ شامل ہوں گے:

یہودی

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ إِصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا، عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ»

ایک یہودی ربّی شال نما لبادہ (Ttallit-Taylasaan) اوڑھے ہوئے۔

’’اصفہان [1] کے ستر ہزار (چھوٹی چادر کی مانند) جُبّہ پوش یہودی دجال کے پیروکار بن جائیں گے۔‘‘ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيَنْزِلَنَّ الدَّجَّالُ خُوزَ وَكَرْمَانَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ»

’’دجال خوز [3] اور کرمان [4] میں اترے گا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار لوگ ہوں گے جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔‘‘ [5]

«المجان المطرقة» منڈھی ہوئی ڈھالوں جیسے یعنی ان کے سر چھوٹے، چہرے بیضوی یا گول ہوں گے اور وہ رخساروں کی ہڈیوں، آنکھوں اور ناک کے نقوش کے ابھرے ہونے کے سبب چپٹے معلوم ہوں گے جس سے آنکھ کا محور نمایاں نظر آئے گا۔

(المجان) مجنّ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں ڈھال اور (المُطرقة) (چمڑے سے منڈھی ہوئی) یہ ڈھالوں کی صفت ہے، یعنی ان لوگوں کے چہرے چوڑے اور

---

[1] اصفہان ایرانی شہر ہے جو ایران کے وسط میں واقع ہے۔ یہ ایرانی دار الحکومت تہران سے جنوب کی جانب قریباً 340 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سرکاری اعلان کے مطابق اس میں پچیس سے تیس ہزار یہودی آباد ہیں۔ اصفہان کا رقبہ 105,937 کلومیٹر ہے۔ [2] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2944. [3] ’’خوز‘‘ مغربی ایران کا شہر ہے اور آج کل خوزستان کہلاتا ہے۔

[4] ’’کرمان‘‘ ایران کے جنوب مشرق میں ایک صوبہ ہے۔

[5] مسند أحمد: 2/337، بإسناد حسن.

شال نما لبادے اوڑھے یہودی۔

گوشت سے پُر ہوں گے۔

ایک سوال

دجال کے پیروکاروں میں زیادہ تر یہودی ہی کیوں ہوں گے؟

جواب

اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ دجال یہودیوں کا مسیحِ منتظَر ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک بادشاہ کے ظہور کا وعدہ کیا ہے جو حضرت داود علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا۔ وہ یہودیوں کی مملکت قائم کرے گا۔ اس بادشاہ کا نام ان کی کتب میں ''میسیاہ'' ہے۔

یہودیوں کی مذہبی رسوم میں کچھ خاص دعائیں اور نمازیں بھی ہیں جن میں وہ مسیح دجال سے ظاہر ہونے کی استدعا کرتے ہیں۔ انھوں نے ''عیدِ فصح'' کی رات کو ان خاص دعاؤں کے لیے مختص کیا ہوا ہے۔

ان کی مذہبی کتاب ''تلمود'' میں ہے:

جب مسیح (دجال) آئے گا تو زمین سے تازہ روٹیاں، اون کے کپڑے اور گندم نکلے گی، اس کے دانے اس قدر موٹے ہوں گے جس طرح بیلوں کے بڑے بڑے

گردے ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں حکومت وسلطنت یہودیوں کے قبضے میں ہوگی۔ دنیا کی تمام اقوام اس مسیح کی خدمت اور فرماں برداری کریں گی۔ اس وقت ہر یہودی کے قبضے میں دو ہزار آٹھ سو(2800) غلام ہوں گے جو اس کی خدمت پر مامور ہوں گے۔ اور تین سو دس کائناتیں اس کے زیر تصرف ہوں گی۔ لیکن مسیح اسی وقت آئے گا جب شریروں کی حکومت ختم ہو جائے گی اور اسرائیل کی آمد سے یہودی امت کے منتظر کی امید پوری ہوگی اور جب وہ آجائیں گے تو یہودی امت باقی اقوامِ عالم پر حکومت اور اقتدار حاصل کرلے گی۔ [1]

کفار ومنافقین

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ»

''مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جس میں دجال نہ جائے۔ مکہ و مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے گھیرا ڈالے اس کی حفاظت کررہے ہوں گے۔ (جب وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا تو) ایک شوردار زمین

[1] یہ عبارت کتاب «الكنز المرصود في قواعد التلمود» فصل ہفتم « المسيح وسلطان اليهود» سے نقل کی گئی ہے۔

پر جا ڈیرا لگائے گا۔ سرزمینِ مدینہ اپنے باسیوں کو تین جھٹکے دے گی اور ہر کافر و منافق مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔"[1]

اس حدیث کے بارے میں پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔

جاہل اور گنوار دیہاتی

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں یہ بھی فرمایا:
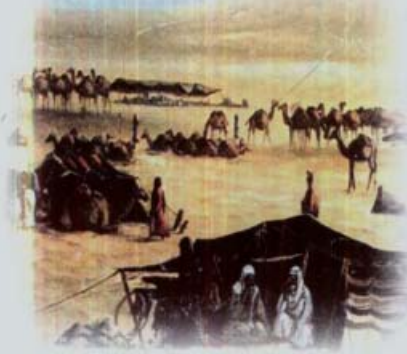
(دجال کا) ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا: اگر میں تمھارے فوت شدہ ماں باپ کو زندہ کردوں تو مجھے رب مان لو گے؟ وہ کہے گا: ہاں، چنانچہ دو شیطان اس کے ماں باپ کی شکل میں سامنے آجائیں گے اور اعرابی سے کہیں گے: ہمارے پیارے بیٹے! اس کی اتباع کرو کہ یہی تمھارا رب ہے۔[2]

بدوؤں کا ایک گروہ صحرا میں خیمہ زن ہے۔

[1] صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث: 1881، وصحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2943 واللفظ له. [2] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4077.

وہ لوگ جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ» [1]

''دجال مشرق کے ایک علاقے سے نکلے گا جسے ''خراسان'' کہا جاتا ہے۔ اس کی پیروکار ایسی قومیں ہوں گی جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔'' [2]

[1] «المُطرَقَة» راء کی تخفیف کے ساتھ، یہ إطراق سے مفعول کا صیغہ ہے۔ اور المُطرَق اس ڈھال کو کہا جاتا ہے جس کی پشت پر طِراق لگایا جائے۔ ''طراق'' اس کھال کو کہتے ہیں جسے ڈھال کی پیمائش کے مطابق کاٹ کر اس کی پشت پر چپکا دیا جاتا ہے۔ اس قوم کے چہروں کو ڈھالوں سے تشبیہ اس لیے دی گئی کہ ان کے چہرے کشادہ اور گول ہوں گے۔ اور ''مُطرقة'' انھیں اس لیے کہا گیا کہ چہروں کی کھال موٹی ہوگی اور ان پر گوشت زیادہ ہوگا۔

[2] مسند أحمد: 4/1، وجامع الترمذي، الفتن، حديث: 2237، وحسنه، وسنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4072، والحاكم: 527/4، وصححه ووافقه الذهبي وصححه الألباني في صحيح ابن ماجه.

عورتیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَنْزِلُ الدَّجَّالُ فِي هٰذِهِ السَّبَخَةِ بِمَرِّ قَنَاةَ، فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ إِلٰى حَمِيمِهِ وَإِلٰى أُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ»

’’دجال اس شور دار زمین میں مرِ قناۃ کے مقام پر اترے گا۔ اس کی طرف نکلنے والوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوگی حتی کہ آدمی اپنے کسی قریبی رشتہ دار، ماں، بیٹی، بہن، یا پھوپھی کو گھر میں اس خوف سے باندھ کر رکھے گا کہ کہیں وہ دجال کی طرف نہ چلی جائے۔‘‘ [1]

دجال کے ٹھہرنے کی مدت

اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا گیا کہ دجال زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ»

’’وہ چالیس روز تک زمین میں رہے گا۔ اس کا پہلا دن ایک سال کے

---

[1] مسند أحمد: 67/2، قال الشيخ الألباني في «قصة المسيح الدجال»، ص: 88، إسناده حسن لولا عنعنة محمد بن إسحاق.

برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک جمعہ کے برابر ہوگا۔ اس کے بعد والے دن تمھارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔" [1]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا سال کے برابر دن میں ایک دن کی (پانچ) نمازیں ہمارے لیے کافی ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں بلکہ تم ہر نماز کے لیے وقت کا اندازہ کر لینا۔" [2]

فتنۂ دجال سے نجات کیسے پائیں؟

اس سے دور رہنا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ»

"جو کوئی دجال کے بارے میں سنے تو وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم! ایک شخص، جو خود کو مومن سمجھتا ہوگا، جب اس کے نزدیک آئے گا تو اس

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2937. [2] "تم اندازہ کر لینا" کے معنی یہ ہیں کہ اس طویل دن میں جب طلوعِ فجر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا عام دنوں میں فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت تم ظہر کی نماز ادا کر لینا، پھر جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت عصر کی نماز ادا کر لینا، پھر جب اتنا وقت گزر جائے جتنا عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت مغرب کی نماز پڑھ لینا۔ اسی طریق پر عشاء اور فجر کی نمازیں بھی وقت کا اندازہ کر کے ادا کرنا، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب ...... اور اسی طرح پڑھتے رہنا حتی کہ وہ دن اپنے اختتام کو پہنچ جائے۔ دیکھیے: شرح صحیح مسلم للإمام النووي.

کے پیدا کردہ شبہات سے متاثر ہو کر اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائے گا۔‘‘ [1]

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جسے دجال کے نکلنے کا پتہ چلے وہ اس سے دور رہے اور اس کے نزدیک نہ جائے۔ ایک شخص، جو خود کو قوی الایمان خیال کرتا ہوگا، جب وہ دجال کے پاس آئے گا تو اس کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس جائے گا۔ جب وہ اس کا جادو اور مردوں کو زندہ کرنے جیسے کام دیکھے گا تو اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائے گا۔

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ»

’’لوگ دجال (کے فتنہ) سے (بچنے کے لیے) بھاگ کر پہاڑوں میں روپوش ہو جائیں گے۔‘‘ [2]

اس زمانے میں مسلمانوں کا ایک امام، یعنی خلیفہ بھی ہوگا اور اس سے مراد خلیفہ عادل امام مہدی ہیں۔

[1] مسند أحمد: 4/431، وسنن أبي داود، الملاحم، حديث: 4319، والمستدرك للحاكم: 4/531، وصححه على شرط مسلم، وصححه الألباني في صحيح أبي داود.

[2] صحيح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حديث: 2945.

اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللّٰهِ»

”جو شخص اس کی آگ کے فتنے میں مبتلا ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔“ [1]

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا علم حاصل کرنا

دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ حسین وجمیل اور تمام تر نقائص وعیوب سے پاک ہے وہ قدوس اور ہر عیب سے مبرا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○﴾

”اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔“ [2]

سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ»

[1] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4077. [2] الشورىٰ 42:11.

’’جو کوئی سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرلے گا وہ دجال کے فتنے سے بچا لیا جائے گا۔‘‘ [1]

یہ دس آیات درج ذیل ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝﴾

’’ساری حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ نہایت سیدھی (بغیر افراط و تفریط کے

[1] صحیح مسلم، الصلاۃ، حدیث: 809.

اتاری) تا کہ وہ اس (اللہ) کی طرف سے سخت عذاب سے ڈرائے اور مومنوں کو، جو نیک عمل کرتے ہیں، بشارت دے کہ بے شک ان کے لیے اچھا اجر ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے جنھوں نے کہا کہ اللہ نے کوئی اولاد بنائی ہے۔ نہ انھیں اس (بات) کا کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو، بڑی (ہی خطرناک) بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے، وہ تو سراسر جھوٹ ہی بکتے ہیں۔ پھر شاید آپ تو خود کو ان کے پیچھے غم سے ہلاک کرنے والے ہیں اگر یہ (کافر) اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائیں۔ بلاشبہ ہم نے جو کچھ روئے زمین پر ہے، اسے اس (زمین) کی زینت بنایا ہے تا کہ ہم انھیں آزمائیں کہ ان میں عمل کے لحاظ سے کون زیادہ اچھا ہے۔اور جو کچھ اس (زمین) پر ہے یقیناً ہم اسے چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں۔ کیا آپ نے خیال کیا ہے کہ غار اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب (نشانی) تھے؟ جب ان نوجوانوں نے غار کی طرف پناہ لی تو انھوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں صحیح رہنمائی مہیا فرما۔"[1]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] الکہف 18:1-10۔

«مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ»

''تم میں سے جو کوئی دجال کو پائے اسے چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے۔'' [1]

اس کا سبب یہ ہے کہ

اس سورۃ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ اس نے غار والے نوجوانوں کو اس ظالم بادشاہ کی دست برد سے بچایا جو ان کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان دس آیات میں غار والوں کے قصے کے عجائب ذکر ہوئے ہیں کہ انھیں کس طرح نجات ملی۔ ایک مسلمان کو دجال کا سامنا کرتے وقت ان واقعات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

پوری سورۂ کہف کی تلاوت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2937.

«مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ أَدْرَكَ الدَّجَّالَ، لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهِ سَبِيلٌ»

''جو شخص سورۂ کہف کی اس طرح تلاوت کرے جس طرح وہ اتری ہے، پھر اس کا سامنا دجال سے ہو جائے تو وہ اس پر مسلط نہیں ہو سکے گا۔ یا اسے اس مومن پر کوئی غلبہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔''[1]

حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں پناہ حاصل کرنا

اس لیے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل ہی نہیں ہو سکے گا۔

نماز کے آخر میں فتنۂ دجال سے پناہ طلب کرنا

آخری تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے:

«اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ[2] وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ»

[1] المستدرك للحاكم: 4 /511، وقال: حديث صحيح الاسناد، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 312/6، حديث:2651. [2] «فتنة المحيا» وہ فتنے ہیں جو انسان کی زندگی میں »

”اے اللہ! میں تجھ سے آتش دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، حیات وموت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“ [1]

لوگوں کو دجال کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس سے بچ سکیں

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا یَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتّٰی یَذْھَلَ النَّاسُ عَنْ ذِکْرِہٖ»

”دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں۔“ [2]

یعنی کوئی بھی شخص دجال کا نہ تو ذکر کرے گا اور نہ اس کے بارے میں سوچے گا۔ جب لوگ اس کو بھول جائیں گے اور اس کی صفات ذہنوں سے نکل جائیں گی اور کثرتِ فتن کے باوجود لوگ اس کے بارے میں احتیاط ترک کر دیں گے تو اس وقت دجال ظاہر ہوگا۔

« اس کو پیش آتے ہیں، جیسے: دنیا کے مال اور اس کی شہوتوں کا فتنہ۔ اگر اس میں انسان کا صبر زائل ہوجائے تو یہ ایک آزمائش ہے۔ اور «الممات» سے مراد وہ فتنے ہیں جو انسان کو اس کی موت کے وقت پیش آتے ہیں، یا پھر اس سے مراد قبر کا فتنہ ہے کہ جب فرشتے قبر میں آکر سوال کریں گے اور انتہائی سختی کے ساتھ سوال کریں گے۔ عذابِ قبر بھی اس فتنے میں شامل ہے۔ [1] صحیح البخاري، الجنائز، حدیث: 1377، وصحیح مسلم، المساجد ومواضع الصلاۃ، حدیث: 588.

[2] مسند أحمد: 71/4.

علم شریعت سے خود کو مسلح کرنا

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ ساتھ علم شرعی ہر فتنے کے مقابلے کے لیے مؤثر ہتھیار ہے۔ انھی میں سے فتنۂ دجال بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے ایک بہادر مومن نوجوان کا قصہ بیان فرمایا ہے جو (ایمانی قوت اور علم کے ساتھ) دجال کا سامنا کرے گا۔ اس قصے سے ہمارے سامنے فتنوں سے بچاؤ کے سلسلے میں ایمان کے ساتھ ساتھ علم شرعی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دجال آئے گا۔ مدینہ میں داخل ہونا اس کے لیے حرام کر دیا جائے گا، چنانچہ وہ مدینہ کے قریب ایک شوریلی زمین میں پڑاؤ ڈالے گا۔ ایک شخص اس کے پاس آئے گا جو اس وقت کا بہترین انسان ہو گا۔ وہ دجال سے کہے گا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم وہی دجال ہو جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی حدیث میں ہمیں بتایا تھا۔

شوریلی دلدلیں۔

دجال اپنے ہمراہیوں سے کہے گا کہ اگر میں اس شخص کو قتل کردوں اور اسے دوبارہ زندہ کردوں تو کیا پھر بھی تمھیں میرے بارے میں کوئی شک وشبہ باقی رہے گا؟

شوریلی دلدلوں کی قریبی زمین۔

وہ کہیں گے: بالکل نہیں۔

دجال اسے قتل کرے گا، پھر اسے زندہ کردے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال اسے قتل کرکے دو ٹکڑوں میں تقسیم کردے گا اور مقتول کے جسم کے دونوں ٹکڑوں میں تیر پھینکے جانے کے برابر مسافت ہوگی، پھر دجال اسے (زندہ کرکے) بلائے گا تو وہ نوجوان اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر رونق ہوگی اور وہ ہنس رہا ہوگا۔

وہ نوجوان کہے گا: اللہ کی قسم! تمھارے کذاب اور دجال ہونے کے بارے میں

مجھے جس قدر بصیرت اب حاصل ہوئی ہے پہلے کبھی اس طرح حاصل نہ تھی۔

ایک روایت میں ہے:

دجال نکلے گا تو ایک مومن نوجوان اس کی جانب چلے گا۔ راستے میں اسے دجال کے پہریدار اور کارندے ملیں گے اور اس نوجوان سے پوچھیں گے:

کہاں کا ارادہ ہے؟

نوجوان کہے گا: میں اس کی طرف جارہا ہوں جو ظاہر ہوا ہے۔

وہ کہیں گے: کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے؟

نوجوان کہے گا: ہمارے رب کی صفات کوئی پوشیدہ تو نہیں ہیں (میں دجال کو دیکھتے ہی اس کی صفات سے اسے پہچان لوں گا۔)

وہ کہیں گے: اسے قتل کر ڈالو۔

پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمھارے رب نے تمھیں منع نہیں کر رکھا کہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کسی کو قتل نہ کرے؟

وہ اس نوجوان کو لے کر دجال کے پاس آئیں گے اور جب وہ مومن اسے دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ وہی مسیح دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا تھا۔

دجال حکم دے گا تو اس نوجوان کو (مارنے کے لیے) لٹا دیا جائے گا۔

وہ کہے گا: اسے پکڑو اور اس کی ہڈیاں توڑ دو۔

اس نوجوان کے پیٹ اور پشت پر شدید ضربیں لگائی جائیں گی۔

دجال پوچھے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟

نوجوان کہے گا: تو مسیح کذاب ہے۔

پھر دجال کے حکم سے ایک آرا لایا جائے گا اور اس نوجوان کے سر پر رکھ کر اس کے پورے بدن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ دجال اس کے بدن کے دونوں حصوں کے درمیان فخر و تکبر سے ٹہلے گا اور اس سے کہے گا: اٹھو!

وہ نوجوان زندہ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔

دجال کہے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟

وہ کہے گا: اب تو مجھے تیرے بارے میں پہلے سے بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے۔

پھر وہ مومن نوجوان کہے گا: اے لوگو! میرے بعد اب یہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

دجال اسے ذبح کرنے کے لیے پھر پکڑ لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن سے لے کر ہنسلی کی ہڈی تک کو پیتل کا بنا دے گا جس وجہ سے دجال اسے قتل نہ کر سکے گا۔ بالآخر اسے اس کے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی آگ میں پھینک دے گا۔ لوگ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ اسے آگ میں پھینکا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہو گی کہ اسے تو جنت میں پھینکا گیا ہو گا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

یہ نوجوان اللہ رب العالمین کے نزدیک عظیم ترین شہید ہو گا۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2938.

فائدہ

یہ حدیث علم شرعی حاصل کرنے کی اہمیت کی دلیل ہے۔ اگر اس مومن نوجوان کے پاس دجال کی صفات کے بارے میں پہلے سے علم موجود نہ ہوتا تو یہ دجال کو کبھی نہ پہچان سکتا، لہٰذا ہر وہ شخص جو باطل کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو علم شریعت سے مسلح کرے۔

اس نوجوان کو یقین ہو گا کہ یہ دجال ہے اور وہ اس کے علاوہ کسی اور کو قتل نہیں کر سکے گا، اس لیے کہ یہ نوجوان علم نبوت سے فیض یافتہ ہو گا اور اسے علم ہو گا کہ حدیث میں جس نوجوان کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے بذات خود وہی نوجوان مراد ہے۔

دجال سے لڑائی کے لیے اہلِ ایمان تیاری کریں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ......»

”جب (مسلمان) جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور صفیں مرتب کر لیں گے تو نماز کی اقامت ہوگی اور اسی وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے......“ [1]

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خروجِ دجال کے

[1] صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2897.